Oriental College Magazine, Vol.101, No. 03, Serial No. 381, 2025

مفصل و کثیر جلدی تواریخِ ادبِ اردو: تشریحی کتابیات

ساجد صدیق نظامی، پی ایچ ڈی

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو

ادارہ زبان وادبیاتِ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

An Annotated Bibliography of the Multi-volume Histories of Urdu Literature

Sajid Siddique Nizami, PhD
Assistant Professor of Urdu
IULL, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Urdu literature has a remarkable tradition stretching back over five centuries. On the other hand, the historiography of Urdu literature also has an almost century-old history. *A History of Urdu Literature* by Ram Babu Saxena (1927) is the first comprehensive and complete account of Urdu literature. Since then, numerous histories have been written about this literary tradition. Many historians have made successful contributions in this field. There is considerable diversity in this tradition of historiography. Some works address the entire literary tradition, while others focus on a specific genre, area, or region. This article discusses the annotated bibliography of detailed literary histories, which often span multiple volumes and are compiled either individually or collectively. It also highlights the tradition of compiling bibliographies, their benefits, and their different forms.

Keywords:
Urdu Literature, Literary History, Ram Babu Saxena, Historiography, Descriptive Bibliography

علمی دنیا میں کتاب داری اور کتاب شناسی کی روایت بہت قدیم ہے۔ اس عمل میں جب کتب اور دوسرے امدادی مواد کی تعداد محدود سے لا محدود کی جانب جانا شروع ہوئی تو فنِ کتاب داری و کتاب شناسی کے ماہرین نے کتب و خطی نسخوں اور دوسرے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد کی فہرست سازی اور درجہ بندی کے مختلف طریقے وضع کیے۔ ایک طرف تو کسی علمی کام میں استعمال ہونے والے مآخذ کی فہرست سازی کو یقینی بنایا جانے لگا۔ مآخذ کی ایسی فہرست کو ہم Bibliography یا اردو میں مختلف ناموں 'کتابیات'، 'مصادر'، 'مآخذ' اور 'مراجع' کے نام سے جانتے ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ 'کتابیات' کے زیادہ مانوس مفہوم کی تعریف درج کر دی جائے تا کہ بعد ازاں اس کے اصطلاح کے وسیع تر مفاہیم بھی سامنے آ سکیں:

> **bibliography**, the systematic cataloging, study, and description of written and printed works, especially books. Bibliography is either (1) the listing of works according to some system (descriptive, or enumerative, bibliography) or (2) the study of works as tangible objects (critical, or analytical, bibliography). The word *bibliography* is also used to describe the product of those activities: bibliographies may take the form of organized information about a particular author's works, about all (or selected) works on a given subject, or about a particular country or period. (1)

گوہر نوشاہی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> کتابیات ــــــــ کتاب شناسی کے موضوع پر ایک مستقل تدوینی عمل بھی ہے۔ اس اعتبار سے کتابیات سے مراد وہ فن ہے جس کے ذریعے تحریری یا مطبوعہ مواد کی وضاحتی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ گزشتہ زمانے میں ایک محقق یا مصنف کو اپنے موضوع کے تمام شعبوں سے واقفیت رکھنا مشکل نہ تھا لیکن موجودہ زمانے میں علمی ماخذ کے پھیلاؤ اور امکانِ حصول نے اس امر کو ناممکن بنا دیا ہے۔ علم کے مختلف شعبوں میں معلومات اور ماخذ جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں، ان پر آسانی سے عبور حاصل کرنا آسان نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اہلِ تحقیق کو تازہ ترین علوم سے باخبر رکھا جائے۔(۲)

دوسری جانب اسی عمل کے فروغ میں کسی خاص موضوع پر مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد کی فہرست سازی کے بھی مختلف طریقے رائج ہونے لگے۔ کسی خاص موضوع پر لکھی گئی کتب کی کتابیات ترتیب دی جانے لگیں۔ اسی طرح مختلف شخصیات کی اور ان پر لکھی جانے والی تحریروں کی کتابیات بھی تیار ہونا شروع ہوئیں۔ اہلِ اردو اس ضمن میں 'وضاحتی' اور 'تشریحی کتابیات' کی اصطلاحات سے آشنا ہیں۔ انگریزی میں اس مقصد کے لیے بالترتیب Descriptive Bibliography اور Annotated Bibliography کی اصطلاحات مستعمل ہیں۔

اول الذکر صورت Descriptive Bibliography میں کسی بھی ماخذ کی اشاعتی تفصیلات مع مادی وجود کی تفصیل کے بیان کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

غالب، مرزا اسد اللہ خان۔ دیوانِ غالب، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۹ء، ۱۷۰ صفحات، اردو نستعلیق، پہلا ایڈیشن، ۵ س م × ۸ س م، چرمی جلد۔

ثانی الذکر صورت Annotated Bibliography میں نہ صرف متعلقہ ماخذ کی بنیادی اشاعتی تفاصیل دی جاتی ہیں بلکہ اس کے معیار پر بھی مختصر رائے دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر:

جالبی، ڈاکٹر جمیل۔ تاریخ ادبِ اردو، جلد اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء، ۷۱۹ صفحات
یہ کتاب ڈاکٹر جمیل جالبی کے اردو ادب کی تاریخ کے بسیط منصوبے کی پہلی جلد ہے جس میں اردو ادب کے ابتدائی زمانے سے لے کر ۱۷۵۰ء تک کے اردو ادب کی تاریخ مرتب کی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے فاضل مؤلف نے کتاب کو چھ فصول میں بانٹا ہے اور ہر فصل میں متعدد ابواب قائم کیے ہیں۔ یوں ولی کے زمانے تک کی ادبی روایت کا جائزہ مرتب کیا گیا ہے۔ نظم اور نثر کی روایت کو متوازی بیان کیا گیا ہے۔ چند ایک ضمیمے بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ مفصل اشاریہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

ان دو مثالوں سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہر دو انداز کی کتابیات میں کس نوعیت کا فرق ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اردو تحقیق کی روایت میں اس حوالے کچھ خلطِ مبحث بھی پایا جاتا ہے۔ اہلِ اردو عام طور پر Annotated Bibliography کا ترجمہ 'وضاحتی / توضیحی کتابیات' کرتے ہیں، جو Descriptive Bibliography کا قریب ترین ترجمہ ہے۔ گوپی چند نارنگ اور مظفر حنفی کی بائیس جلدوں پر مشتمل وضاحتی کتابیات اس کی واضح مثال ہے۔(۳) جو اپنی اصل میں Annotated Bibliography ہے لیکن اسے 'وضاحتی کتابیات' کا نام دیا گیا ہے۔ دوسری جانب Annotated Bibliography کا قریب ترین ترجمہ 'تشریحی لسانیات' ہے، جو اردو میں عام طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

علمی دنیا میں کتابیات، وضاحتی کتابیات، تشریحی کتابیات کی ترتیب آوری کی ایک طویل روایت موجود ہے۔ Annotated Bibliography کے اصول پر مطبوعات کی اس نوعیت کی فہرستوں کے ساتھ ساتھ خطی نسخوں کی قابلِ قدر فہارس بھی ترتیب پا چکی ہیں۔ اردو تحقیق کا دامن بھی اس قیمتی سرمایے سے خالی نہیں۔ مطبوعات و مخطوطات کی اس نوعیت کی فہارس کے ساتھ ساتھ کسی شخصیت، کسی خاص موضوع، کسی خاص عہد، کسی خاص رجحان یا ایسی ہی کسی نوعیت کے موضوع کو منتخب کر کے اس سے متعلق ممکنہ حد تک جملہ مآخذ کی فہرست سازی کی روایت بھی موجود ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حواشی ملاحظہ کیجیے)(۴) اس نوعیت کے کاموں سے اس دائرہ کار میں کام کرنے والے محققین کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ انھیں ایک جگہ

پر اپنے موضوع سے متعلق بیشتر مآخذ کا علم ہو جاتا ہے اور ان کا خاصا وقت بچ رہتا ہے۔ تشریحی کتابیات کی صورت میں محققین کو متعلقہ ماخذ کی قدر و قیمت سے متعلق بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اسی افادیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

> کتبِ حوالہ میں کتابیات کا خاص مقام ہے۔ کسی بھی علمی و تحقیقی کام کے لیے کتابیات کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔ کتابیات بھی کئی طرح کی اور کئی قسموں کی ہوتی ہے، مطبوعات کی کتابیات، مشاہیر کی کتابیات، عمومی کتابیات، علوم کی کتابیات وغیرہ۔ اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ علوم کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور ان کی بیسیوں شاخیں اور سینکڑوں شقیں ہیں۔ چنانچہ ہر موضوع الگ کتابیات کا تقاضا کرتا ہے۔ صرف ادبیات ہی میں شخصیات، اصناف، ادوار، نظریات اور زبانوں کی الگ الگ کتابیات ہو سکتی ہیں۔(۵)

اردو ادب کی تاریخ کو منضبط کرنے کی کوششیں انیسویں صدی کے اواخر میں ہی دیکھی جا سکتی ہیں گو کہ اس نوعیت کی کوششوں کو باقاعدہ تاریخ ادب قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن ایسے مصنفین کے ہاں نیم مؤرخانہ شعور ضرور دکھائی دیتا ہے۔ اس حوالے سے آبِ حیات (اشاعتِ اول: ۱۸۸۰ء) کو اس نوعیت کا پہلا سنگِ میل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دو تین دہائیوں کی خاموشی نظر آتی ہے۔ ۱۹۲۰ء کی دہائی میں اردو ادب کی تاریخ نویسی کی روایت کی بنیاد پڑتی نظر آتی ہے۔ اس عشرے کے آغاز میں ہمیں گلِ رعنا (سید عبد الحیٔ ندوی)، شعر الہند (عبد السلام ندوی) جیسی کاوشیں نظر نواز ہوتی ہیں، جو تاریخ نویسی کے اصولوں پر پورا نہیں اترتیں مگر ان کی تاریخی اہمیت ان کے تذکرے کا سب سے اہم سبب ہے۔ اس دہائی میں ۱۹۲۷ء میں اردو ادب کی پہلی باقاعدہ تاریخ ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ انگریزی زبان میں لکھی گئی رام بابو سکسینہ کی *History of the Urdu Literature* ہے۔ یہ تاریخ اردو کی پہلی باقاعدہ تاریخِ ادب کہلوانے کی پوری طرح سزاوار ہے۔

اس کے بعد سے ہمارے سامنے اردو ادب کی تاریخ نویسی کی ایک طویل روایت کی داغ بیل پڑتی نظر آتی ہے۔ اس روایت کے متعدد حصے کیے جا سکتے ہیں۔ پہلے حصے میں وہ تواریخ ادب شمار ہوتی ہیں جو مبسوط انداز میں جامع طور پر ایک جلد میں یا متعدد جلدوں میں تحریر کی گئی ہیں۔ اس حصے کے بھی چار زمرے کیے جا سکتے ہیں۔ پہلے زمرے میں وہ تواریخ ہیں جو کسی فردِ واحد کی کاوش و کوشش کا نتیجہ ہیں اور تفصیل کے ساتھ اپنے موضوع سے انصاف کرتی ہیں (مثلاً: جمیل جالبی کی چار جلدوں میں تاریخ ادبِ اردو)۔ دوسرے زمرے میں وہ تواریخ ہیں جو یوں تو اردو ادب کی روایت کا مکمل جائزہ لیتی ہیں لیکن اختصار کے ساتھ (مثلاً: نور الحسن نقوی، عظیم الحق جنیدی، اعجاز حسین / عقیل احمد کی جدا جدا تاریخ ادب اردو)۔ تیسرے زمرے میں وہ تواریخ ہیں جو کسی ادارے نے مختلف ماہرین کے تعاون سے ترتیب دی ہیں (مثلاً: پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی تاریخ ادبیاتِ

مسلمانانِ پاکستان و ہند کا منصوبہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کی تاریخ ادب اردو کا منصوبہ)۔ چوتھا زمرہ ان تواریخ کا ہے جو ہیں تو اردو ادب کی تواریخ لیکن انگریزی زبان میں لکھی گئی ہیں (جیسا کہ رام بابو سکسینہ، گراہم بیلی، علی جواد زیدی، ڈاکٹر محمد صادق کی تواریخ ادبِ اردو)۔

اس روایت کا دوسرا حصہ ان کتبِ تواریخ پر مشتمل ہے جو مبسوط اور جامع انداز میں پورے اردو ادب کا احاطہ تو نہیں کرتی ہیں لیکن ان میں نظم یا نثر کی جدا تاریخ (مثلاً: داستانِ تاریخِ اردو، مراۃ الشعرا)، کسی خاص دور یا عہد کی تاریخ (مثلاً: دلّی کا دبستانِ شاعری، لکھنؤ کا دبستانِ شاعری)، کسی خاص خطے میں اردو ادب کی روایت کی تاریخ (مثلاً: دکن میں اردو، بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا)، کسی خاص صنف کی تاریخ (مثلاً: تاریخ مثنویاتِ اردو، اردو میں قصیدہ نگاری، اردو کی منظوم داستانیں، اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ)، کسی خاص علاقے میں کسی خاص صنف کی روایت کی تاریخ (مثلاً: شمالی ہند میں اردو مثنوی، بنگال میں اردو نثر کی تاریخ)، تاریخ ادب کے کسی خاص پہلو کی تاریخ (مثلاً: اردو ادب کی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام)، کسی مخصوص ادارے کی تاریخ (مثلاً: مرحوم دہلی کالج، فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات)، کسی ادبی تحریک کی تاریخ یا متعدد تحاریک کی تاریخ (مثلاً: اردو ادب کی تحریکیں، ترقی پسند ادب، اردو میں رومانوی تحریک) مرتب کر دی گئی ہے۔ اردو کی ادبی تاریخ نویسی کا یہ حصہ خاصا وسیع ہے اور دسیوں کتابیں اس ضمن میں شمار کی جا سکتی ہیں۔

یہ ضرور ہے کہ اردو کی ادبی تاریخ نویسی کے نظریاتی مباحث پر چند ایک کتب ترتیب دی گئی ہیں لیکن اردو میں ادبی تاریخ نویسی کی روایت کے جائزے کا کوئی باقاعدہ سلسلہ موجود نہیں ہے۔ اس ضمن میں گیان چند جین کی اردو کی ادبی تاریخیں ہی ہمدست ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ متفرق ادبی تواریخ پر جدا جدا مضامین ملتے تو ہیں لیکن صاف ظاہر ہے کہ ان میں اردو کی ادبی تاریخ نویسی کی روایت زیرِ بحث نہیں آتی۔

راقم ان دنوں ایک تحقیقی منصوبے پر کام کر رہا ہے جس کے تحت اردو ادب کی تاریخ نویسی کی مفصل اور تشریحی کتابیات ترتیب دی جا رہی ہے۔ اس منصوبے کے تحت ادبی تاریخ نویسی کی جملہ متنوع کاوشوں کو زیرِ ترتیب لایا جائے گا۔ ان متنوع کاوشوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے اور موضوع کے پھیلاؤ کے مدنظر ان تواریخ کی مختلف انداز میں درجہ بندی کی گئی ہے۔ ادبی تاریخ نویسی پر مشتمل ان کاوشوں کے ان زمروں میں سب سے نمایاں اور اولیت کا حامل زمرہ اردو ادب کی مفصل و کثیر جلدی تواریخ کی تشریحی کتابیات پر مشتمل ہے، خواہ یہ تواریخِ ادب انفرادی کاوشوں سے مکمل ہوئی ہوں یا اجتماعی کوششوں۔ دوسری جانب اس زمرے میں وہ تواریخ بھی شامل ہیں جن کے لکھے جانے کا منصوبہ شروع تو ہوا، ایک یا چند جلدیں

سامنے آئیں لیکن کسی سبب سے وہ مکمل نہ ہو سکیں۔

ذیل میں تواریخ ادب اردو کے متذکرہ بالا زمرے میں شامل تواریخ کی تشریحی کتابیات کا ایک نمونہ ترتیب دیا جا رہا ہے۔ اہلِ علم اس میں بہتری کے لیے تجاویز بھی دے سکتے ہیں تاکہ مجموعی اعتبار سے یہ کام اچھے انداز میں تکمیل کو پہنچ سکے۔

تشریحی کتابیات

اردو ادب کی مفصل / کثیر جلدی تواریخ
انفرادی کوششیں (مکمل / نامکمل)

اس حصے میں ان تواریخ ادب کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو مفصل تواریخ ہیں اور ایک سے زائد جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایسی تواریخ تعداد میں بہت زیادہ نہیں ہیں۔ اس نوعیت کی تواریخ میں دو قسم کی صورتیں نظر آتی ہیں: انفرادی کوششیں اور اجتماعی کوششیں۔ نیز مکمل اور نامکمل تواریخ کا سلسلہ بھی سامنے آتا ہے۔ اس کتابیات میں ہر دو صورتوں کو شامل کر لیا گیا ہے۔ پہلے انفرادی کاوشوں سے منظرِ عام پر آنے والی تواریخِ ادب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اجتماعی کاوشوں سے سامنے آنے والی تواریخ ادب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں تعارف ترتیب دیتے وقت زمانی نہیں بلکہ مصنف / مرتب وار الف بائی ترتیب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اگر کسی مؤلف / مرتب کی اس حوالے سے ایک سے زائد کوششیں ہیں تو انھیں زمانی اعتبار سے ترتیب دے لیا گیا ہے۔

جالبی، ڈاکٹر جمیل

ڈاکٹر جمیل جالبی کی اس کتاب کو بلا امتیاز اردو ادب کی سب سے مفصل، مصدقہ اور قابلِ تحسین تاریخ تسلیم کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ مکمل نہیں ہو سکی۔ جالبی صاحب کے حینِ حیات اس کی چار جلدیں چھپ سکیں جو انیسویں صدی کے اختتام تک کی ادبی روایت سے اعتنا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ادبی تاریخ قلم بند کرنے کے منصوبے پر ۱۹۶۰ء کی دہائی کے وسط سے کام کرنا شروع کیا اور ۱۹۷۵ء میں پہلی جلد کی اشاعت ہوئی۔ ۲۰۱۰ء میں چوتھی جلد شائع ہوئی۔ یہ دورانیہ ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس منصوبے پر کس قدر تدقیق و تحقیق سے کام لیا گیا ہو گا۔ چاروں مجلّدات اپنی پہلی پہلی طباعت کے بعد پاکستان وہندوستان میں متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں اس کی اشاعت مجلس ترقی ادب، لاہور سے جبکہ ہندوستان میں ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی سے عمل میں آتی رہی ہے۔ ان سب اشاعتوں کی تفصیل یہاں نہیں دی جا رہی۔ صرف پہلے پہلے پاکستانی ایڈیشن ہی کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔

i. **تاریخِ ادبِ اردو، جلد اوّل** (آغاز سے ۱۷۵۰ء تک)

(لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء)، ۷۹۱ص

پہلی جلد آغاز سے ۱۷۵۰ء تک کی ادبی روایت کو زیرِ بحث لاتی ہے۔ تمہید بعنوان اردو زبان اور

اس کے پھیلنے کے اسباب کے بعد اس جلد کو چھ فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر فصل میں مختلف ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ پہلی فصل میں تین ابواب ہیں اور یہ ابتدا سے دورِ اورنگ زیب تک کے شمالی ہند کے ادبی منظر نامے کو زیرِ بحث لاتی ہے۔ فصل دوم کے چار ابواب میں گجری ادب اور اس کی روایت کو شامل کیا گیا ہے۔ تیسری فصل کے دو ابواب بہمنی دور میں اردو کی ادبی روایت کو بیان کرتے ہیں۔ چوتھی فصل آٹھ ابواب کے ساتھ عادل شاہی دور کا جائزہ لیتی ہے۔ پانچویں فصل میں سات ابواب ہیں جن میں قطب شاہی دور کی ادبی روایت کا تذکرہ ہے۔ چھٹی فصل کے دو ابواب ہیں جن میں ولؔی اور معاصرینِ ولؔی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان فصول اور ابواب میں نظم اور نثر کی روایت کو باہم متوازی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نظم اور نثر کی تفریق کو روا نہیں رکھا گیا ہے۔

پانچ ضمیمے بھی پاکستان میں اردو کے عنوان سے شامل کیے گئے ہیں، جو پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان میں اردو کی روایت سے متعلق ہیں۔ نیز ایک ضمیمہ اردو، پنجابی، سرائیکی اور سندھی کے لسانی اشتراک سے بحث کرتا ہے۔ پہلی جلد کے اختتام پر اشخاص، کتب، اماکن اور موضوعات کے عناوین سے مفصل اشاریہ بھی ایزاد کیا گیا ہے، جو ابنِ حسن قیصر نے ترتیب دیا ہے۔

ii. تاریخِ ادبِ اردو، جلد دوم، (دو حصوں میں)

(لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۲ء)۱۲۴۶ص

اس منصوبے کی دوسری جلد ۱۹۸۲ء میں منظرِ عام پر آئی۔ پہلی اشاعت پر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا لیکن بعد کو دونوں حصے یک جا ہی شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہ جلد اٹھارھویں صدی کے اردو ادب کی تاریخ کو محیط ہے۔ حسبِ معمول اس جلد کو بھی چھ فصول میں تقسیم کر کے متعدد ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ آغاز میں تمہید ہے، جسے دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل چار ابواب کے ساتھ شمالی ہند میں اردو شاعری کی ابتدائی روایت کو محیط ہے۔ دوسری فصل، پہلی فصل کی توسیع ہے اور فارسی کے ریختہ گو شعرا کے تذکرے پر محیط ہے۔ تیسری فصل میں چار ابواب ہیں، جن میں ایہام گو شعرا اور ایہام گوئی کی تحریک کا مفصل تذکرہ ہے۔ چوتھی فصل کے تین ابواب میں ردِّ عمل کی تحریک کا ذکر ہے۔ پانچویں فصل کے نو ابواب ہیں جو نہایت تفصیل کے ساتھ ردِّ عمل کی تحریک کی توسیع کے عنوان سے میرؔ، سوداؔ، دردؔ، قائمؔ، اثرؔ، سوزؔ، میر حسنؔ اور دیگر شعرا کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ چھٹی فصل، جس کے پانچ ابواب ہیں، اٹھارھویں صدی میں اردو نثر سے اعتنا کرتی ہے۔

اختتام پر ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ابنِ حسن قیصر اور آنسہ لالہ رُخ کا مرتبہ اشاریہ بھی ہے جسے کتب، موضوعات، علمی و ادبی و اشاعتی و طباعتی اداروں، اقوام، کرداروں، اماکن (حقیقی و افسانوی) اور متفرقات کے ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

iii. تاریخِ ادبِ اردو، جلد سوم (انیسویں صدی: نصفِ اوّل)

(لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۶ء) ۱۰۹۵ص

یہ جلد انیسویں صدی کے نصف اوّل کی ادبی تاریخ کو محیط ہے۔ تمہید کے بعد پہلی فصل، جسے کوئی عنوان نہیں دیا گیا، کے پہلے حصے میں چھ ابواب قائم کیے گئے ہیں اور جرأت، انشا، مصحفیؔ، رنگینؔ پر علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ پہلی فصل کے دوسرے حصے کو روایت کی تکرار کا عنوان دے کر فراقؔ، محبؔ، سلیمان شکوہ، ہوسؔ پر ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ پہلی فصل کے تیسرے حصے میں روایت کی تبدیلی کا عمل و آغاز کے عنوان سے عیشیؔ، پروانہ، اخترؔ، زکیؔ پر الگ الگ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔

دوسری فصل فورٹ ولیم کالج اور اردو نثر سے بحث کرتی ہے اور اس فصل میں پندرہ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل بھی اردو نثر کی روایت سے بحث کرتی ہے۔ اس فصل کے دو حصے اور کُل چھ باب ہیں، جن میں مہجور، نیاز، عشرت، سرور، سخن اور شیون کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چوتھی فصل، چار ذیلی حصوں اور اٹھارہ ابواب میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ناسخ و آتش، دوسرا شاگردانِ آتش و ناسخ، تیسرا روایتِ آتش کی توسیع اور چوتھا حصہ شاگردانِ آتش میں مثنوی کی منفرد روایت سے بحث کرتا ہے۔ پانچویں فصل کے دو ابواب بالترتیب واجد علی شاہ اختر اور نظیر اکبر آبادی کے تذکرے کو محیط ہیں۔

اختتام پر سید معراج جامی اور شاہین فصیح ربانی کا مرتبہ اشاریہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔ اشاریے کے بعد ایک مختصر سا صحت نامہ بھی شامل ہے۔

iv. تاریخِ ادبِ اردو، جلد چہارم

(لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۲ء) ۱۶۲۶ص

جالبی صاحب کے تاریخ ادب کے منصوبے کو اولیں خاکے کے مطابق چار جلدوں میں مکمل ہونا تھا لیکن جب کام شروع ہوا تو اس کے پھیلاؤ کو دیکھتے ہوئے انیسویں صدی کے اختتام تک کی اردو کی ادبی روایت کی تاریخ ہی چار ضخیم جلدوں پر پھیل گئی۔ اور ایک طرح سے اس منصوبے کا اختتام، گو کہ نامکمل، چوتھی جلد پر ہو گیا۔ عدم تکمیل کے باوجود یہ تاریخِ ادب ہر لحاظ سے اردو کی تواریخ ادب میں سرِ فہرست شمار ہوتی ہے۔

یہ جلد انیسویں صدی کے اختتام تک کی ادبی روایت کو محیط ہے۔ تمہید کے بعد اس جلد کو چار فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصے کے سات ابواب غالبؔ کے ذکر کو محیط ہیں۔ بقیہ دو حصوں کے چودہ ابواب نصیرؔ، ذوقؔ، ظفرؔ، مومنؔ، شیفتہؔ اور دیگر اہم شعرا کو زیر بحث لاتے ہیں۔ دوسری فصل اردو مرثیے کی روایت کو محیط ہے۔ اس فصل میں تین ذیلی حصے اور تیرہ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں تین ذیلی حصے قائم کیے گئے ہیں۔ پہلے حصے میں اودھ پنچ اور طنز و مزاح کی روایت زیر بحث آئی ہے۔ دوسرا

حصہ اردو کے عناصر خمسہ سے مفصل بحث کرتا ہے۔ تیسرے حصے میں روایتِ شاعری کے فروغ کے عنوان سے منیر، اسیر، تسلیم اور جلال پر الگ الگ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔

چوتھی فصل کے بیشتر ذیلی حصے اردو نثر کے جائزے کو محیط ہیں۔ اگرچہ اختتام پر اردو نعت گوئی، داغ، امیر اور اسماعیل میرٹھی پر ابواب بھی اسی فصل کا حصہ ہیں۔ ان ابواب سے پہلے کا حصہ اردو داستانوں، ناول، سفر ناموں، مذہبی تصانیف، تاریخ کی کتب، تذکروں کی نثر کے جائزے پر مشتمل ہے۔

اختتام پر سید معراج جامی اور سید محمد معروف کا مرتبہ اشاریہ بھی شامل ہے، جسے افراد، کتب ورسائل، مخطوطات اور انگریزی مطبوعات کے عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔

سیّدہ جعفر

سیدہ جعفر کا نام دکنی ادب کی تاریخ و تحقیق اور متون کی تدوین کے لیے جانا ہی جاتا ہے، تاریخ ادب کی تالیف کے لیے بھی ان کی کاوشیں ستائش کے قابل ہیں۔ گیان چند جین کے اشتراک سے فاضل محققہ پانچ جلدوں پر مبنی تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ تک تحریر کر چکی تھیں۔ یہ منصوبہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس منصوبے پر کام کرنے کے بعد انھیں خیال آیا کہ ۱۷۰۰ء سے لے کر زمانۂ حال تک کی ادبی تاریخ بھی ترتیب دی جائے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے آزادانہ طور پر تاریخ ادبِ اردو: عہد میر سے ترقی پسند تاریخ تک (اردو ادب کا سفر۔ اہم منزلیں۔ ممتاز رہبر) کے عنوان سے چار جلدوں میں اردو ادب کی تاریخ مرتب کی۔ مجموعی طور پر اس منصوبے کے ۱۱۶ ابواب قائم کیے گئے۔ چاروں جلدیں ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئیں اور اشاعت و طباعت کا تمام بار فاضل مؤلفہ نے اٹھایا۔ ذیل میں انھی مجلدات کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. تاریخِ ادبِ اردو: عہدِ میر سے ترقی پسند تاریخ تک
(اردو ادب کا سفر۔ اہم منزلیں۔ ممتاز رہبر) جلد اوّل
(حیدرآباد: بی ایس گرافکس، ۲۰۰۲ء) ۳۸۵ص

سیدہ جعفر نے پہلی جلد میں چار ابواب کو جگہ دی ہے۔ پہلے باب میں شمالی ہندوستان میں اردو شاعری کی ابتدا اور پس منظر و محرکات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ دوسرا باب میر تقی میر کے دور کو محیط ہے جس میں دیگر نام ور شعرا کا تذکرہ بھی شامل ہو گیا ہے۔ تیسرا باب اٹھارھویں صدی میں اردو نثر کی ارتقائی منازل کو بیان کرتا ہے۔ چوتھا اور آخری باب لکھنؤ میں اردو ادب کے فروغ اور تاریخ سے بحث کرتا ہے۔ اردو مرثیے کی تاریخ اور روایت بھی اسی باب کا حصہ ہے۔

ii. تاریخِ ادبِ اردو: عہدِ میر سے ترقی پسند تاریخ تک
(اردو ادب کا سفر۔ اہم منزلیں۔ ممتاز رہبر) جلد دوم
(حیدرآباد: بی ایس گرافکس، ۲۰۰۲ء) ۳۵۴ص

دوسری جلد میں بھی چار ابواب شامل کیے گئے ہیں۔ پہلا باب پچھلی جلد کے تسلسل میں پانچواں باب شمار کیا گیا ہے۔ اس باب میں فورٹ ولیم کالج اور اردو نثر کی روایت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چھٹے باب میں انیسویں صدی میں دہلی میں اردو شاعری کی روایت سے اعتنا کیا گیا ہے نیز دہلی کالج اور ٹرانسلیشن سوسائٹی کی خدمات کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ ساتواں باب سر سید احمد خان اور ان کے معاصر نثر نگاروں کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اودھ پنچ کے نثر نگاروں کا تذکرہ بھی اسی باب میں آ گیا ہے۔ آٹھویں باب میں جدید شعرا (آزاد، حالی، اکبر، اسماعیل میرٹھی، چکبست، اقبال، شاد، محروم وغیرہ) کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

iii. **تاریخِ ادبِ اردو: عہدِ میر سے ترقی پسند تاریخ تک**
(اردو ادب کا سفر۔ اہم منزلیں۔ ممتاز رہبر) جلد سوم
(حیدر آباد: بی ایس گرافکس، ۲۰۰۲ء) ۴۵۷ ص

جلد سوم میں چھ ابواب شامل کیے گئے ہیں اور حسبِ سابق ان کا شمار مسلسل رکھا گیا ہے۔ پہلا یعنی مسلسل شمار کا نواں باب بیسویں صدی کے اوائل کی اردو ڈرامے کی روایت سے اعتنا کرتا ہے۔ دسویں باب میں مضمون نگاری، صحافت اور نثر کی دیگر غیر افسانوی اصناف میں لکھنے والوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ گیارھواں اور بارھواں باب بالترتیب اردو تحقیق اور اردو تنقید کی روایت کے جائزے کو محیط ہے۔ تیرھواں باب طنز و ظرافت کی روایت سے اعتنا کرتا ہے جبکہ چودھواں باب اردو ناول اور افسانہ نویسی کی روایت پر مشتمل ہے۔ یہ باب اس جلد میں نصف صورت میں آسکا ہے۔ اس کا بقیہ حصہ جلد چہارم میں مکمل کیا گیا ہے۔

iv. **تاریخِ ادبِ اردو: عہدِ میر سے ترقی پسند تاریخ تک**
(اردو ادب کا سفر۔ اہم منزلیں۔ ممتاز رہبر) جلد چہارم
(حیدر آباد: بی ایس گرافکس، ۲۰۰۲ء) ۴۵۴ ص

اس منصوبے کی چوتھی اور آخری جلد میں اڑھائی ابواب شامل ہیں۔ چودھواں باب، جو جلد سوم میں ادھورا رہ گیا تھا، یہاں مکمل کیا گیا ہے۔ پندرھویں باب میں انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے وائل کے غزل گو شعرا کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ سولھواں اور آخری باب ترقی پسند تحریک کے شعرا اور ان کے ہم عصر شعرا کے جائزے پر مشتمل ہے۔

تمام چار جلدوں میں کتابیات یا اشاریے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

محمد انصار اللہ، پروفیسر

اردو ادب کی تاریخ نویسی، پروفیسر محمد انصار اللہ کا خاص شعبہ تھا۔ اس میدان میں ان کی متعدد کاوشیں نظر نواز ہوتی ہیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کے تاریخِ ادبِ اردو کے جامع منصوبے میں بھی انھوں نے متعدد جلدیں تالیف کیں۔ اس کے علاوہ تاریخ زبان و ادبِ اردو کے عنوان سے بھی تاریخِ ادب لکھنے کا آغاز کیا۔ اس کی دو جلدیں شائع ہوئیں لیکن یہ منصوبہ مکمل نہ ہو سکا۔ ان دونوں

کاوشوں کا تذکرہ بھی اس توضیحی کتابیات کا حصہ ہے۔ ان منصوبوں سے قبل محمد انصار اللہ نے تاریخِ اقلیمِ ادب کے عنوان سے اردو ادب کی جامع تاریخ لکھنے کا ڈول ڈالا تھا۔ یہ نام تاریخی بھی ہے جس سے ۱۳۹۹ھ کے اعداد مستخرج ہوتے ہیں۔ اس کے دو حصے یکے بعد دیگرے شائع ہوئے لیکن بوجوہ یہ کام درمیان میں ہی چھوڑ دیا گیا۔ اگرچہ مؤلف نے پیش لفظ میں اس امر کا اقرار کیا ہے کہ بنیادی طور پر یہ کام طالب علموں کے استفادے کے لیے ہے لیکن اس کے باوجود یہ تاریخ محض طالب علموں کے لیے نہیں ہر شعبہ ادب سے متعلق شخص کے لیے اتنی ہی ضروری ہے۔ ذیل میں ان دونوں حصوں کا جداجدا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

i. تاریخِ اقلیمِ ادب، پہلا حصہ

(علی گڑھ: لیتھو کلر پرنٹرس، ۱۹۷۹ء) ۲۴۸ص

اس تاریخ کا پہلا حصہ ابتدا سے فتحِ دکن ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۶ء تک کو محیط ہے۔ یہ وہ سال ہے جب مغل بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کی افواج نے باقی رہ گئی دکنی ریاستوں بیجاپور اور گولکنڈہ کو بھی تصرف میں لے لیا اور جنوب اور شمال کی سیاسی حد بندی ایک طرح سے ختم ہوگئی۔ مؤلف نے باقاعدہ طور پر ابواب بندی سے کام نہیں لیا ہے بلکہ زمانی اعتبار سے صدی وار اردو ادب کی تاریخ کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے۔ یوں اس جلد کے چار نمایاں حصے ہیں جو بالترتیب آٹھویں، نویں، دسویں اور گیارھویں صدی ہجری کو محیط ہیں۔ عیسوی سنین کی مطابقت میں ان کے متوازی چودھویں، پندرھویں، سولھویں اور سترھویں صدی کا زمانہ ملتا ہے۔ پہلے دو حصے بہت زیادہ ضخامت نہیں رکھتے، البتہ بعد کے حصوں میں تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ دسویں صدی ہجری / سولھویں صدی عیسوی میں گجرات، بیجاپور، بیدر، احمد نگر، گولکنڈہ، شمالی ہند اور بہار و بنگال کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جبکہ اگلے حصے گیارھویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی میں انھی علاقوں میں اردو زبان و ادب کی توسیع کا جائزہ لیا گیا ہے۔ البتہ اس حصے میں پنجاب، دہلی / نواحِ دہلی اور دیارِ مشرق کو بھی شامل کرلیا ہے۔

ii. تاریخِ اقلیمِ ادب، دوسرا حصہ

(علی گڑھ: تاج پرنٹنگ ورکس، ۱۹۸۰ء) ۳۰۲ص

اس تاریخ کا دوسرا حصہ ۱۷۵۴ء تک کے دور میں اردو ادب کی ترقی کے جائزے کو محیط ہے۔ یہ وہ برس ہے جب مغل بادشاہ احمد شاہ کو بادشاہت سے معزول کردیا گیا اور عالم گیر ثانی کو تخت پر بٹھایا گیا۔ البتہ زمانی اعتبار سے اس تقسیم کی فاضل مؤرخ نے کوئی توجیہہ بیان نہیں کی ہے۔ اس جلد کو چار ابواب میں بانٹا گیا ہے۔ پہلا باب وفاتِ عالم گیر (۱۷۰۷ء) تک، دوسرا جلوسِ محمد شاہی (۱۷۱۹ء) سے پہلے تک، تیسرا باب عہدِ محمد شاہی کے اختتام (۱۷۴۸ء) تک اور چوتھا باب احمد شاہ کی معزولی (۱۷۵۴ء) تک کے زمانے سے بحث کرتا ہے۔ پہلے باب میں ولی کے ساتھ ساتھ روشن ضمیر، معز و فطرت، ناصر علی، جعفر زٹلی، بیدل، عاجز،

ضعیفی وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں عطا، قبول وگرامی، واسطی، اشرف، عماد، بی بی ولیہ اور یپی کا تذکرہ موجود ہے۔ تیسرا باب باقی ابواب کے مقابلے میں خاصا طویل ہے اور اس میں انجام، آبرو، مضمون، آرزو، ناجی، حاتم، فائز، مظہر، تاباں، فضلی اور چند دیگر شخصیات کو موضوعِ تحقیق بنایا ہے۔ چوتھے باب میں شعرائے اردو کے چار اولین تذکروں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ یقیں، حزیں، درد مند، بلھے شاہ، سراج اور چند ایک اور شعرا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس جلد کے اختتام پر مختصر سی فہرستِ مآخذ بھی دی گئی ہے۔

محمد انصار اللہ، پروفیسر

۱۹۸۰ء کی دہائی میں ترقی اردو بیورو، دہلی نے ایک جامع اور کثیر جلدی تاریخ ادب اردو مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے ابتدائی خاکے کے مطابق مختلف محققین سے مختلف جلدوں پر کام کروانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ بعد ازاں یہ ادارہ، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کے نام سے متشکل ہوا، تو بھی یہ منصوبہ جاری رہا۔ اس منصوبے کے تحت گیان چند جین اور سیدہ جعفر سے درخواست کی گئی کہ ابتدا سے ۱۷۰۰ء تک کے دور کی ادبی تاریخ قلم بند کر دیجیے۔ (ان مجلّدات کی تفصیل اجتماعی کوششوں کی ذیل میں آ رہی ہے) اسی تسلسل میں پروفیسر محمد انصار اللہ سے انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے اوائل کی ادبی تاریخ قلم بند کرنے کی درخواست کی گئی۔

محمد انصار اللہ نے تفرّد سے کام لیتے ہوئے اس کام کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلا حصہ مغل بادشاہ اکبر شاہ ثانی کے عہدِ بادشاہت کو محیط تھا۔ دوسرا حصہ بہادر شاہ ظفر کے زمانۂ بادشاہت کو محیط تھا۔ تیسرا دور ۱۸۵۸ء سے ۱۹۱۴ء تک کو محیط تھا۔ فاضل مؤرخ نے اس دور کی ادبی تاریخ نویسی کے ضمن میں جو خاکہ مدِ نظر رکھا، اس کے مطابق زیر بحث عہد میں ہندوستان بھر کے ادبی مراکز، خواہ وہ نمایاں ہوں یا غیر نمایاں، کی ادبی روایت قلم بند کی جانا تھی۔ اس امر کے باعث یہ کام بہت پھیل گیا اور ہر ایک حصے کو مزید تین جلدوں / حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یوں کل نو جلدوں میں یہ کام مکمل ہوا۔

البتہ یہ وضاحت نہیں ملتی کہ زیرِ بحث دور کا آغاز ۱۸۱۱ء سے کیونکر کیا گیا؟ جبکہ اکبر شاہ ثانی ۱۸۰۶ء میں تخت نشین ہو چکے تھے۔ بہر صورت پہلے حصے میں تحریر کردہ تین مجلدات ۱۸۱۱ء سے ۱۸۳۷ء کے دور کو محیط ہیں۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اکبر شاہ ثانی کے عہد کو محیط جلدوں کے سرِ اوراق پر بالترتیب ۱۸۱۱ء تا ۱۸۳۷ء، ۱۸۳۸ء تا ۱۸۵۸ء اور ۱۸۵۸ء تا ۱۹۱۴ء کے سنین قلاّبین میں رقم کیے گئے ہیں۔ اس امر سے قاری کو شدید غلط فہمی ہوتی ہے۔ اصل میں یہ تینوں جلدیں اکبر شاہ ثانی کے دورِ بادشاہت ہی کو محیط ہیں۔ اصل میں یہ سنین پروفیسر انصار اللہ کو سپرد کیے گئے ادوار کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ البتہ بعد کی مجلّدات میں یہ شتر گربگی نظر نہیں آتی۔

ذیل میں ہر جلد کا الگ الگ مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

i. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۱۱ء تا ۱۸۳۷ء) جلد نہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۲ء) ۴۹۱ص

پروفیسر محمد انصار اللہ نے اس منصوبے پر کام کرتے ہوئے محض نمایاں ادبی مراکز ہی نمائندگی کو ضروری نہیں سمجھا بلکہ تعارفی سطور میں متذکرہ عہد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے اردو کے چھوٹے بڑے تقریباً سبھی ادبی مراکز کی تاریخ قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لیے جلد نہم میں انھوں نے چھ ابواب قائم کیے ہیں۔ پہلے باب میں صوبجات مغربی (ہریانہ، پنجاب، کشمیر، سرحد)، دوسرے باب میں دہلی، تیسرے میں آگرہ، گوالیَر، چوتھے میں راجستھان (اجمیر، اَلوَر، بھرت پور، ٹونک، جودھپور، جے پور)، پانچویں باب میں بندیل کھنڈ (کالپی، باندہ) اور چھٹے باب میں بنارس کے علاقے کو سمیٹا ہے۔ ہر باب میں پہلے اصناف شعر کے اعتبار سے ادبی روایت کا جائزہ لیا ہے اور بعد ازاں اس علاقے میں اردو نثر کا ذکر بھی کیا ہے۔

ii. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۳۸ء تا ۱۸۵۸ء) [کذا] جلد دہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۲ء) ۵۲۴ص

اس جلد میں عہدِ اکبر شاہ ثانی میں روہیل کھنڈ اور لکھنؤ کی ادبی روایات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جلد کے یہی دو بڑے حصے ہیں۔ روہیل کھنڈ کے ذیل میں بریلی، مراد آباد، بدایوں، رام پور، شاہ جہاں پور اور فرخ آباد کے علاقے زیرِ بحث آئے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں لکھنؤ کی ادبی روایت کا تذکرہ ہے۔ حسبِ معمول پہلے اصنافِ شعر کے اعتبار سے ادبی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے اور پھر اردو نثر کی طرف توجہ کی گئی ہے۔

iii. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۵۸ء تا ۱۹۱۴ء) [کذا] جلد یازدہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۲ء) ۵۴۰ص

یہ جلد گیارہ ابواب / حصص پر مشتمل ہے۔ پہلے چار ابواب فیض آباد، کان پور، الہ آباد اور بہار کے علاقوں کی ادبی تاریخ کو محیط ہیں۔ پانچواں باب بنگال (مرشد آباد، کلکتہ، ہوگلی، ڈھاکہ، سلہٹ)، چھٹا صوبہ متوسط (برار، برہان پور، بھوپال، جبل پور، ناگ پور)، ساتواں باب گجرات (احمد آباد، بڑودہ، بھڑوچ، سچین، سورت، کھمبات)، آٹھواں بمبئی، نواں دکن (حیدر آباد، کرنول، اورنگ آباد)، دسواں کرناٹک اور متعلقات (میسور، کرناٹک، مدراس) جبکہ گیارھواں باب بیرون ملک (ایران و افغانستان، نیپال، برما، لنکا، فرنگ) کے علاقہ جات کی ادبی تاریخ کو زیرِ بحث لاتا ہے۔

iv. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۳۸ء تا ۱۸۵۷ء) جلد دوازدہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۵ء)

یہ جلد بہادر شاہ ظفر کے عہد کے ہندوستان میں مختلف نمایاں ادبی مراکز اور کم معروف یا غیر معروف خطوں میں اردو کی ادبی روایت کا احاطہ کرتا ہے۔ بارھویں جلد میں ہندوستان کے متعدد مراکز اور علاقوں کی ادبی روایت کا تذکرہ آگیا ہے۔ ان علاقوں میں دہلی، میرٹھ اور مضافات (بلند شہر، خورجہ، سہارن

پور، بجنور)، پنجاب، ہریانہ، بلوچستان، راجستھان (اجمیر، الور، بھرت پور، ٹونک، جے پور)، آگرہ، علی گڑھ، فیض آباد، جون پور، غازی پور اور بنارس شامل ہیں۔

v. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۳۸ء تا ۱۸۵۷ء) جلد سیز دہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۵ء) ۶۲۰ص

تعارف سے قبل یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس جلد کے سرِ ورق پر جلد چہار دہم کا شمار دیا گیا ہے جبکہ اندرونی سرورق پر سیز دہم کا شمار دیا گیا ہے۔ بہر حال یہ جلد اصل شمار میں تیر ھویں ہی ہے۔

اس جلد میں فاضل مؤلف نے اپنے خاکے ہی کی پیروی میں بہادر شاہ ظفر کے عہد میں ہندوستان کے مختلف مراکز اور خطوں میں جاری اردو کی ادبی روایت کا جائزہ لیا ہے۔ اس جلد میں ہندوستان کے پانچ خطوں میں ادبی روایت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ انھی مراکز / خطوں کے نام ہی پر پانچ ابواب / حصے قائم کیے گئے ہیں۔ پہلا باب روہیل کھنڈ (رام پور، بریلی، بدایوں، مراد آباد، شاہجہان پور)، دوسرا باب ضلع فرخ آباد (چھبرامئو، فتح گڑھ، فرخ آباد، قائم گنج، شمس آباد)، تیسرے باب میں کانپور، چوتھے باب میں الہ آباد اور پانچویں باب میں لکھنؤ میں متذکرہ بالا عہد میں اردو کی ادبی روایت کو بیان کرتا ہے۔

ہر باب کے اختتام پر حواشی ایزاد کیے گئے ہیں۔ نیز جلد کے اختتام پر مآخذ کی طویل فہرست دی گئی ہے۔

vi. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۳۸ء تا ۱۸۵۷ء) جلد چہار دہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۵ء)

بہادر شاہ ظفر کے عہدِ بادشاہت کو محیط تین مجلّدات میں سے اس آخری جلد میں ہندوستان کے ساتھ ساتھ بیرونِ ہندوستان علاقوں میں پنپ رہی اردو کی ادبی روایت کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ ان علاقوں میں بہار (عظیم آباد، پٹنہ)، بنگال اور مضافات (کلکتہ، مرشد آباد، ڈھاکہ، سلہٹ)، اڑیسہ، گجرات (احمد آباد، بڑودہ، بھڑوچ، سچین، سورت، کھمبات)، صوبہ متوسط و برار (ایلچ پور، جلگاؤں، ملکاپور)، بمبئی، ناگ پور و کامٹی، دکن (حیدر آباد، ویلور، کرنول، قمر نگر)، بنگن پلی، کرناٹک، مدراس۔ بیرونِ ہندوستان جن خطوں میں اردو کی ادبی روایت جاری تھی اور جن کا جائزہ لیا گیا ہے ان میں نیپال، برما، جزائر انڈمان، پنانگ (ملایا) اور مکہ شامل ہیں۔

vii. تاریخ ادبِ اردو (۱۸۵۸ء تا ۱۹۱۴ء) جلد پانز دہم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۲ء) ۶۷۳ص

یہ جلد ہندوستان پر برطانوی حکومت کی براہِ راست حکومت (۵۸/۱۸۵۷ء) کے بعد سے لے کر پہلی عالمی جنگ کے آغاز (۱۹۱۴ء) تک، ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جاری اردو کی ادبی روایت کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ دور ایسا ہے کہ اردو ادب کا پھیلاؤ افقی اور عمودی، ہر دو سطح پر بہت سرعت سے ہو رہا تھا۔ لہٰذا اس جلد میں بھی اسی شرح سے پھیلاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ اس جلد کو انیس حصوں / ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

یہ حصے بالترتیب دہلی، کشمیر، سرحد، بلوچستان، لاہور، بہاولپور، سیالکوٹ، جالندھر، امرتسر، لدھیانہ، کرنال، ہریانہ، سہارن پور، میرٹھ و مظفر نگر، بلند شہر، علی گڑھ، آگرہ، بندیل کھنڈ، رام پور کے خطوں میں جاری اردو کی ادبی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ان علاقوں میں اردو زبان و ادب میں جاری ہر قسم کی سرگرمی کو تحقیق کی گرفت میں لایا گیا ہے۔ شاعری اور فکشن کے ساتھ ساتھ صحافت، سوانح نگاری، لغت نویسی، تذکرہ نویسی، قواعد نویسی، تاریخ نگاری، خطوط نگاری، تراجم وغیرہ کا ذکر بھی آ گیا ہے۔

اختتام پر حسبِ معمول مآخذ کی ایک عمدہ اور طویل فہرست دی گئی ہے۔

اس منصوبے میں شامل محمد انصار اللہ کی تالیف کردہ تواریخ کی سولھویں اور سترھویں جلد ہم دست نہیں ہو سکی ہیں۔ اس باعث ان کا تذکرہ یہاں نہیں کیا جا رہا۔

محمد انصار اللہ، پروفیسر

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اردو ادب کی تاریخ نویسی سے پروفیسر محمد انصار اللہ کو خاص شغف تھا۔ اس میدان میں ان کی دو کاوشوں کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ سب سے پہلے انھوں نے تاریخِ اقلیمِ ادب کے عنوان سے اردو ادب کی جامع تاریخ لکھنے کا ڈول ڈالا۔ یہ نام تاریخی بھی ہے جس سے ۱۳۹۹ھ کے اعداد مستخرج ہوتے ہیں۔ اس کے دو حصے یکے بعد دیگرے شائع ہوئے لیکن بوجوہ یہ کام درمیان میں ہی رہ گیا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کے اہتمام سے تاریخِ ادبِ اردو کے جامع منصوبے میں بھی انھوں نے تین جلدیں تالیف کیں۔ اس تسلسل میں تاریخ زبان و ادبِ اردو کے عنوان سے بھی تاریخِ ادب لکھنے کا آغاز کیا۔ اس کی دو جلدیں شائع ہوئیں لیکن یہ منصوبہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔ پہلی جلد کے آغاز میں فاضل مؤلف نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو مباحث آئے ہیں، ان پر انھوں نے اس قبل کچھ لکھا ہو تو اسے کالعدم تصور کر کے اسی ہی حتمی تصور کیا جائے۔ یوں تاریخ زبان و ادبِ اردو کی یہ دو جلدیں تاریخِ ادب کے میدان میں ان کی عمر بھر کی تحقیقات کا نچوڑ ہیں۔ ذیل میں ہر دو مجلّدات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

i. تاریخ زبان و ادبِ اردو، پہلا حصہ (لودی سلاطین کے عہد تک)

(نئی دہلی: براؤن بک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۱۲ء) ۴۶۲ص

تاریخ اقلیم ادب کی طرح یہ تاریخ بھی زمانی اعتبار سے صدی وار واقعات سے بحث کرتی ہے۔ نیز اس کے عنوان میں زبان کا لفظ بھی شامل ہے، اس لیے اردو زبان کی پیدائش اور ارتقا کے حوالے سے مباحث بھی متوازی طور پر سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس جلد کو سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اولین باب بارھویں صدی عیسوی / چھٹی صدی ہجری سے قبل کے واقعات اور شواہد سے بحث کرتا ہے۔ دوسرا باب

بارھویں صدی عیسوی / چھٹی صدی ہجری کو محیط ہے۔ تیسرے باب میں بعض قدیم تصانیف پر تھی راج راسا، بیسل دیو راسا، ہمیر راسا، سندیس راسک، بدھگان و دوہا پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ بقیہ ابواب بالترتیب تیرھویں صدی عیسوی / ساتویں صدی ہجری سے لے کر سولھویں صدی عیسوی / دسویں صدی ہجری تک کے زمانے کو محیط ہیں۔ چھٹے اور ساتویں باب کے آتے آتے اردو ادب کے گجراتی اور بہمنی و دکنی دور پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اختتام پر مآخذ کی فہرست کو آٹھویں حصے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

یہ جلد انھی محتویات کے ساتھ ۲۰۰۶ء میں تاریخ ارتقاء زبان و ادب، پہلا حصہ (ابراہیم لودھی کے عہد تک) کے عنوان کے تحت مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

ii. تاریخ زبان وادبِ اردو، حصہ دوم (بابر سے اکبر تک) ۱۵۲۶ء تا ۱۶۰۵ء

(نئی دہلی: براؤن بک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۱۲ء) ۲۷۳ص

اس تاریخ کی دوسری جلد کا خاکہ بھی زمانی اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے البتہ صدی کے اعتبار سے تاریخی وادبی جائزہ مرتب کرنے کی جگہ بادشاہوں کے زمانۂ بادشاہت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ یوں اس کے پانچ ابواب قائم کیے گئے ہیں: بابر، ہمایوں، شیر شاہ، ہمایوں، اکبر۔ اگرچہ پہلی جلد میں مؤلف نے اظہار کیا تھا کہ دوسری جلد جہانگیر کے زمانے تک ہو گی لیکن اسے اکبر تک کے زمانے ہی تک محدود رکھا گیا ہے۔ مؤلف نے تاریخ زبان و ادب ترتیب دیتے ہوئے کسی علاقے کی تخصیص نہیں رکھی بلکہ مجموعی طور پر پورے ہندوستان کا ادبی منظر نامہ واضح کرنے کی کوشش کرتے گئے ہیں۔

اختتام پر مآخذ کی ایک طویل فہرست بھی دی گئی ہے۔

وہاب اشرفی

مفصّل تاریخ ادب کی تسوید و تحقیق کے حوالے سے وہاب اشرفی کی دو ہزار سے زائد صفحات پر پھیلی یہ کاوش تین جلدوں میں تاریخ ادبِ اردو کے عنوان سے ۲۰۰۷ء میں سامنے آئی۔ مؤلف نے اس کام کی تحدید ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک کی ہے۔ تینوں جلدوں میں صفحات کا شمار مسلسل رکھا گیا ہے۔ ابواب بندی تو کی گئی ہے لیکن ابواب شماری نہیں پائی جاتی ہے۔ چھوٹے بڑے کئی ایک ابواب تشکیل دیے گئے ہیں۔ ذیل میں ان جلدوں کا الگ الگ تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. تاریخ ادبِ اردو، ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک، جلد اوّل

(دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء) ۶۳۰ص

پہلی جلد کے آغاز پر مکمل منصوبے کی مفصل فہرست دے دی گئی ہے اگرچہ اس میں ہر سہ مجلّدات کی تفریق نہیں کی گئی۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، اس تاریخ میں ابواب بندی تو کی گئی ہے لیکن ابواب شماری نہیں روا رکھی گئی۔ محتاط اندازے کے مطابق ۱۳ نمایاں ابواب پہلی جلد کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ ذیلی ابواب بھی موجود ہیں۔ آغاز میں مؤلف نے احوالِ واقعی کے عنوان سے اس تاریخ ادب کی تالیف کے پس منظر اور محرکات پر گفتگو کی

ہے۔ پہلے باب میں اردو کے لسانی مباحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اردو ادب کی باقاعدہ تاریخ اگلے باب سے شروع ہوتی ہے جس میں ابتدا سے سترھویں صدی تک کے ادب کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اگلا باب دکنیات اور اردو ادب کے عنوان سے ہے، جس میں چار ذیلی ابواب کے ذریعے دکن کی ادبی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اگلا باب اٹھارھویں صدی کے ادب سے بحث کرتا ہے۔ اس باب کے ذیلی ابواب میں پہلے ایہام گوئی، ردِ عمل اور تین شعرا (زٹلی، ولی، سراج) پر ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں میر، سودا اور معاصرین و متاخرین پر باب قائم کیا گیا ہے۔

اگلا باب انیسویں صدی کے ادبی جائزے کو محیط ہے۔ یہاں یہ امر نشانِ خاطر رہے کہ فی الوقت اردو شاعری کی روایت ہی زیرِ بحث آ رہی ہے۔ غالب، ذوق، ظفر اور دیگر شعرا پر باب قائم کر کے اردو مرثیے کی روایت و تاریخ پر ایک باب قائم کیا گیا ہے۔ اگلے ابواب سے اردو نثر کے جائزے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور بالترتیب فورٹ قلیم کالج، سرسید اور ان کے معاصرین، دہلی کالج پر ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ اگلا باب انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل کی تنقید و تحقیق کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ اس کے بعد انیسویں اور بیسویں صدی کے چنیدہ اور ممتاز اردو ڈراما نگاروں کا تذکرہ ہے۔ پہلی جلد کا آخری باب انیسویں اور بیسویں صدی میں اردو طنز و مزاح کی راویت سے اعتنا کرتا ہے۔

ii. **تاریخ ادبِ اردو، ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک، جلد دوم**

(دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء) ۵۲۳ ص

اس منصوبے کی دوسری جلد انیسویں صدی کے اواخر میں اردو فکشن کے جائزے سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد بیسویں صدی کے ادب کے جائزے کے لیے پانچ ابواب قائم کیے گئے ہیں اور نمایاں ابواب میں بالترتیب حلقہ اربابِ ذوق کے شعرا، ترقی پسند شعرا، ترقی پسند فکشن نگاروں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جلد کا آخری اور مفصل باب بیسویں صدی میں اردو تحقیق و تنقید کی روایت کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ مؤخر الذکر باب میں ناقدین اور محققین کی اسم شماری کا سلسلہ ۱۴۰ کے عدد تک کو پہنچ جاتا ہے۔

iii. **تاریخ ادبِ اردو، ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک، جلد سوم**

(دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء) ۹۰۸ ص

تاریخ ادبِ اردو کی تیسری جلد کا پہلا باب بیسویں صدی کے اردو فکشن سے بحث کرتا ہے۔ اس باب میں سبھی رومانوی، ترقی پسند، جدیدت پسند اور مابعد جدیدیت پسند ناول نگاروں اور افسانہ نویسوں سے اعتنا کیا گیا ہے۔ اگلا خاصا طویل باب بیسویں صدی میں اردو شاعری کے متنوع منظر نامے کو بیان کرتا ہے۔ یہ باب کوئی ۴۲۵ سے زائد صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس باب میں غزل اور نظم گو شعرا کی تخصیص روا نہیں رکھی گئی۔ اسم شماری کا سلسلہ یہاں بھی دراز نظر آتا ہے۔ آخری باب مابعد جدید دور کے جائزے پر مشتمل ہے جس میں ۱۹۸۰ء کے آس پاس نمایاں ہونے والے محققین اور ناقدین کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بعد ازاں چند ایک تخلیق کاروں، ناقدین اور محققین کے تذکرے پر مشتمل ایک ضمیمہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

ایک اغلاط نامہ و صحت نامہ بھی اختتام پر شامل کیا گیا ہے۔

یہ امر خوش آئند ہے کہ تیسری جلد کے اختتام پر تینوں جلدوں کا مشترکہ اشاریہ تیار کیا گیا ہے جو قریباً ۹۰ صفحات کو محیط ہے۔

اجتماعی کوششیں

اس حصے میں ان تواریخِ ادب کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو مفصل تواریخ ہیں اور ایک سے زائد جلدوں میں مکمل ہوئی ہیں۔ ایسی تواریخ تعداد میں بہت زیادہ نہیں ہیں۔ نیز ان تواریخ کی ترتیب آوری میں اجتماعی کوششیں شامل ہیں۔ یہ ایسی کاوشیں مختلف اداروں کی جانب سے بھی سامنے آئیں اور انفرادی طور پر بھی کچھ لوگوں اجتماعی کاوشوں کو مرتب کرنا چاہا۔ ذیل میں ہر دو انداز کی مفصل تواریخ ادب سے بحث کی جا رہی ہے۔ یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اجتماعی کاوشوں سے ترتیب پائی تواریخ میں محض پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند (اردو ادب) ہی مکمل ہو پائی اور دوسری جانب اجتماعی کوششوں کی مدد سے ترتیب دیے گئے اکثر منصوبے نامکمل رہے ہیں۔ ان کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے تاکہ اجتماعی کاوشوں سے لکھی جانے والی تواریخِ ادبِ اردو کی مکمل تصویر سامنے آ سکے۔ اس حصے میں پہلے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی تاریخ اور اس کے نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن کو باہم موازنے کی خاطر ایک ساتھ جگہ دی ہے اور باقی فہرست مرتبین کے اسما کے اعتبار سے الفبائی ترتیب میں ہے۔

فیاض محمود (مدیر عمومی)

۱۹۶۰ء کی دہائی میں پنجاب یونیورسٹی ،لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر حمید احمد خان کی سرپرستی میں برصغیر میں بولی جانے والی نمایاں زبانوں کی تواریخِ ادبیات لکھوائے جانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس منصوبے کا خصوصی تناظر یہ تھا کہ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے بعد مختلف زبانوں کی ادبی روایات پر جو اثرات مرتب ہوئے، ان کا جائزہ لیا جائے۔ اس مقصد کے لیے پنجاب یونیورسٹی نے ایک الگ تحقیقی شعبہ قائم کیا۔ جسے مجلس منتظمہ تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند کا نام دیا گیا۔ گروپ کیپٹن (ر) سید فیاض محمود اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ مجلسِ انتظام کے ارکین میں وائس چانسلر، ایس۔ اے۔ رحمان، شیخ محمد اکرام، کرنل مجید ملک، سیکریٹری مرکزی وزارتِ تعلیم، سیکریٹری مالیات صوبہ پنجاب اور فیاض محمود شامل تھے۔

اس منصوبے کے تحت ۱۹ جلدوں میں اردو، عربی، فارسی، بنگالی، پنجابی اور دیگر پاکستانی زبانوں کی تواریخ ادبیات ترتیب دی جانا تھیں۔ مکمل منصوبے کے اشاریے پر مشتمل پانچ جلدیں بھی اس شمار میں شامل تھیں۔ اردو ادب کا حصہ سب سے نمایاں تھا جو پانچ جلدوں کو محیط تھا۔ منصوبے کی تمام مجلّدات کے شمار میں اردو ادب کی تاریخ پر مشتمل جلدیں چھٹے سے دسویں شمار تک تھیں۔ پہلی جلد ۱۷۱۲ء سے ۱۷۰۷ء تک، دوسری ۱۷۰۷ء سے ۱۸۰۳ء تک، تیسری ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء تک، چوتھی ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک اور پانچویں جلد ۱۹۱۴ء سے ۱۹۷۰ء تک کے دور کو محیط تھی۔ منصوبے کے سربراہ فیاض محمود بر بنائے عہدہ ہر

جلد کے مدیرِ عمومی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہر جلد کی ترتیب و تہذیب کے لیے ایک مدیرِ خصوصی کا تقرر بھی کیا جاتا تھا۔ مندرجہ بالا اردو ادب کی مجلّدات کے لیے بالترتیب ڈاکٹر وحید قریشی، وقار عظیم، فیاض محمود، ڈاکٹر عبادت بریلوی اور فیاض محمود کا تقرر کیا گیا۔

اردو ادب کو محیط تمام پانچ جلدیں ۱۹۷۱ء میں شائع ہو گئیں۔ یہی اس منصوبے کی سب سے بڑی خوبی تھی کہ بروقت یہ منصوبہ مکمل ہوا اور اردو ادب کی جامع و مفصل تاریخ سامنے آئی۔ سبھی مجلّدات کا انتساب پاکستان و ہند کی اسلامی تہذیب کے نام تھا۔ ہر جلد کے آغاز میں پیش لفظ اور تعارف بھی یکساں تھا۔ تمام جلدوں کے سرِ اوراق بھی یکساں انداز میں ڈیزائن کیے گئے تھے۔ نیز ہر جلد کا پہلا باب متعلقہ دور کے سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر کو مفصل بیان کرتا تھا۔ یہ سبھی ابواب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے لکھے ہوئے تھے۔ ذیل میں ہر جلد کا جدا جدا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، چھٹی جلد، اردو ادب (اوّل) (۱۲۰۷ء-۱۷۰۷ء)
(لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۱ء) ۶۰۱ ص

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، اس جلد کی ترتیب و تہذیب کے لیے ڈاکٹر وحید قریشی کو مدیرِ خصوصی مقرر کیا گیا۔ زیرِ نظر جلد میں ۱۲ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ پہلا باب سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا باب اردو زبان کی پیدائش اور ارتقا سے بحث کرتا ہے۔ یہ باب ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا تحریر کردہ ہے۔ تیسرا باب اردو زبان و ادب کے ابتدائی نمونوں سے بحث کرتا ہے۔ چوتھے اور پانچویں باب میں ہندوستان بھر کے مختلف علاقوں میں مشائخ اور دوسرے مصنفین کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کسی نہ کسی حوالے سے اردو زبان کی ترقی میں حصہ ڈالتے نظر آتے ہیں۔ یہ تینوں ابواب ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم کے تحریر کردہ ہیں۔ چھٹا باب اردو ادب کے ابتدائی دور کی اصنافِ سخن کے تعارف سے متعلق ہے اور ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کا لکھا ہوا ہے۔ ساتواں باب مجموعی انداز میں دکنی اور گجراتی ادب سے بحث کرتا ہے۔ اس کے مصنف ڈاکٹر جمیل جالبی ہیں۔

آٹھویں، نویں اور دسویں باب میں بالترتیب گولکنڈہ، بیجاپور اور گجرات کی ادبی روایت زیرِ بحث آئی ہے۔ یہ ابواب خواجہ حمید الدین شاہد باشتراک تبسم کاشمیری، خواجہ حمید الدین شاہد اور سخاوت مرزا باشتراک مشفق خواجہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ گیارھواں باب ولی اور اس کے معاصرین سے اعتنا کرتا ہے۔ اس باب کے چار ذیلی حصے؛ ولی اور اس کے معاصرین، ولی، ولی کے دکنی معاصر شعرا اور ولی کے غیر دکنی معاصر شعرا ہیں۔ یہ حصے بالترتیب مدیرِ عمومی، ڈاکٹر محمد صادق، سخاوت مرزا باشتراک فیضان دانش اور فیضان دانش کے لکھے ہوئے ہیں۔

بارھواں باب نہایت اختصار کے ساتھ اس جلد کے محیط دور کے زبان و ادب کا مجموعی جائزہ مرتب کرتا ہے۔ یہ باب فیاض محمود کا تحریر کردہ ہے۔ اختتام پر غلط نامہ بھی دیا گیا ہے۔ اشاریہ شامل نہیں ہے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ تمام مجلّدات کا اشاریہ مشترکہ طور پر پانچ جلدوں میں تیار کیا گیا۔

ii. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند ،ساتویں جلد، اردو ادب (دوم)(۱۷۰۷ء-۱۸۰۳ء)

(لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس ،۱۹۷۱ء)۵۴۳ص

دوسری جلد کی ترتیب و تہذیب کے لیے وقار عظیم کو مدیرِ خصوصی مقرر کیا گیا۔ یہ جلد ۱۷۰۱ء سے ۱۸۰۳ء کے دور کی اردو ادب کی روایت کو محیط ہے۔ حسبِ روایت پہلا باب اس دور کے سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا باب اس عہد کے ادبی منظر نامے کو بیان کرتا ہے۔ یہ باب الف۔ د۔ نسیم کا لکھا ہوا ہے۔ تیسرا باب ایہام گو شعرا سے متعلق ہے اور غلام حسین ذوالفقار کا تحریر کردہ ہے۔ چوتھا اور پانچواں باب بالترتیب سودا اور میر سے متعلق ہے۔ یہ ابواب بالترتیب شمس الدین صدیقی اور سید عبد اللہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ چھٹا باب دیگر دہلوی شعرا (درد، میر حسن، قائم، اثر وغیرہ) کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس باب کو ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ مختلف حصے وحید قریشی، الف۔ د۔ نسیم، افتخار احمد صدیقی اور مجید یزدانی کے تحریر کردہ ہیں۔ ساتواں اور آٹھواں باب اس عہد کے لکھنوی شعرا سے اعتنا کرتا ہے۔ انھی ابواب میں مصحفی، ناسخ اور آتش کا ذکر بھی شامل کر دیا گیا۔ ان ابواب کے بھی ذیلی حصے کیے گئے ہیں جن کے مصنفین میں ابو اللیث صدیقی، مشرف انصاری اور مجید یزدانی شامل ہیں۔ نواں باب زبیر منگلوری کا تحریر کردہ ہے، جو دہلی و لکھنؤ کے علاوہ ہندوستان کے دیگر ادبی مراکز کے شعرا سے اعتنا کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد صادق کا مصنفہ دسواں باب نظیر اکبر آبادی کے لیے مختص ہے۔ گیارھویں باب میں اردو مرثیے کی روایت، بارھویں باب میں اس دور کی نثر اور تیرھویں باب میں تذکرہ نویسی سے اعتنا کیا گیا ہے۔ یہ ابواب بالترتیب سید عابد علی عابد، ابو اللیث صدیقی اور مجید یزدانی کے تحریر کردہ ہیں۔

اختتام پر اس عہد کے ادب کا مجموعی جائزہ لیا گیا ہے، جو مدیرِ عمومی کا تحریر کردہ ہے۔ نیز ایک صحت نامہ بھی ایزاد ہے۔

iii. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، آٹھویں جلد، اردو ادب (سوم)(۱۸۰۳ء-۱۸۵۷ء)

(لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس ،۱۹۷۱ء)۴۵۰ص

یہ جلد ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء کے دور کی اردو ادبی روایت کو محیط ہے۔ اس جلد کے لیے مدیرِ خصوصی کی ذمہ داریاں فیاض محمود نے ہی ادا کی ہیں۔ اس جلد کو چودہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حسبِ

روایت پہلا باب اس دور کے سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا باب ادبی منظر سے متعلق ہے۔ تیسرا باب فورٹ ولیم کالج اور دلی کالج کی نثر سے اعتنا کرتا ہے۔ چوتھے باب میں بھی اس دور کی اردو نثر کا جائزہ موجود ہے۔ پانچواں اور چھٹا باب انیسویں صدی میں دہلی کی شعری روایت سے متعلق ہیں۔ ساتواں باب غالب کے لیے مختص ہے۔ آٹھواں باب چار حصوں میں منقسم ہے اور دہلی اور لکھنؤ کے صفِ دوم اور سوم کے متعدد شعرا کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ نواں باب اردو مرثیے کی روایت سے متعلق ہے۔ دسواں اور گیارھواں باب بالترتیب صحافت اور تذکرہ نویسی سے اعتنا کرتا ہے۔ بارھواں باب اس عہد کی زبان کی لسانی خصوصیات سے متعلق ہے۔ تیرھواں باب اس دور کی متفرق نثر سے متعلق ہے۔ آخری باب اس عہد کی ادبی روایت کے مجموعی جائزے پر مشتمل ہے۔

مصنفین کا جدول یوں بنایا جا سکتا ہے: باب اول، دوم (شمس الدین صدیقی)، سوم (ممتاز منگلوری)، چہارم (وقار عظیم، خواجہ محمد زکریا)، پنجم (شمس الدین صدیقی، نادرہ زیدی، فرحت افزا بخاری، اسلم فرخی)، ششم (عبادت بریلوی، شمس الدین صدیقی، ناظر حسن زیدی)، ہفتم (موسیٰ خان کلیم)، ہشتم، نہم (ناظر حسن زیدی)، دہم (عبد السلام خورشید)، یازدہم (خواجہ محمد زکریا)، دوازدہم (ابو اللیث صدیقی)، سیزدہم (اسد اریب، نادرہ زیدی، شاہ علی، عبد الغنی) اور چہاردہم (فیاض محمود)۔

اختتام پر ایک صحت نامہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

iv. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، نویں جلد، اردو ادب (چہارم) (۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء) (لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۱ء) ۶۷۰ص

اس جلد کی ترتیب و تہذیب کے لیے ڈاکٹر عبادت بریلوی کو مدیرِ خصوصی مقرر کیا گیا۔ یہ جلد ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء کے دور کے لیے مختص ہے۔ یہ جلد ۱۸ ابواب پر مشتمل ہے۔ حسبِ روایت پہلا باب اس دور کے سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر، جبکہ دوسرا باب اس دور کے ادبی منظر پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں ابواب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے لکھے ہوئے ہیں۔ تیسرا، چوتھا، پانچواں اور چھٹا باب بالترتیب سرسید، حالی، اکبر اور شبلی کے تذکرے پر مشتمل ہیں اور پروفیسر محمد فرمان (سوم، ششم)، ڈاکٹر عبد القیوم، ڈاکٹر محمد صادق کے تحریر کردہ ہیں۔ ساتویں باب کے مصنف ڈاکٹر عبید اللہ خان ہیں۔ اس باب میں اس عہد کے دیگر نثر نگاروں کا ذکر موجود ہے۔ آٹھواں باب اس عہد کے شعرا کے تذکرے پر مشتمل ہے اور ناظر حسن زیدی / سہیل احمد خان کا مصنفہ ہے۔ نویں اور دسویں باب میں ڈاکٹر محمد صادق اور افتخار احمد صدیقی نے آزاد اور نذیر احمد سے اعتنا کیا ہے۔ گیارھواں باب شرر اور سرشار سے متعلق ہیں۔ اول الذکر حصہ وقار عظیم جبکہ دوسرا حصہ وزیر آغا کا تحریر کردہ ہے۔

بارھواں باب اردو ڈرامے کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ اس کے مصنف عشرت رحمانی ہیں۔
تیرھویں سے سترھویں باب میں متذکرہ عہد میں اردو نثر کی توسیع اور اس کی مختلف جہات کا بالتفصیل جائزہ لیا گیا ہے۔ ان ابواب کے متعدد ذیلی حصے کیے گئے ہیں جن میں سوانح، مکاتیب، نسائی ادب، بچوں کا ادب، ناول، صحافت، تذکرے، مناظراتی ادب سے متعلق جائزے قلم بند کیے گئے ہیں۔ تیرھواں باب کے چار ذیلی حصے الطاف فاطمہ، ڈاکٹر عبد القیوم، نادرہ زیدی اور اسد اریب کے تصنیف کردہ ہیں۔ چودھواں باب خواجہ محمد زکریا کا تحریر کردہ ہے۔ پندرھویں اور سولھویں باب کے مصنفین مسکین علی حجازی اور فرمان فتح پوری ہیں۔ سترھواں باب ادارے کی جانب سے ہے۔ آخری باب، اٹھارھویں میں اردو زبان کے جائزے اور صرف و نحو میں مختلف تالیفات کے تذکرے کو محیط ہے۔ یہ باب ابو اللیث صدیقی کا تحریر کردہ ہے۔
جلد کے اختتام پر اس عہد کے ادب کا مختصر مجموعی جائزہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ نیز صحت نامہ بھی دیا گیا ہے۔

v. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، دسویں جلد، اردو ادب (پنجم) (۱۹۱۴ء-۱۹۷۰ء)
(لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۱ء) ۷۹۰ ص

اس جلد کے مدیر خصوصی فیاض محمود ہیں۔ جس دور کو یہ جلد محیط ہے، اس میں اردو ادب کے پھیلاؤ کو دیکھتے ہوئے جلد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلا حصہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۶ء تک کے دور کو محیط ہے جبکہ دوسرا حصہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۷۰ء تک کے دور کا احاطہ کرتا ہے۔ حصہ اول میں گیارہ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ حسبِ روایت پہلے دو ابواب اس دور کے سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر اور ادبی منظر پر مشتمل ہیں اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے لکھے ہوئے ہیں۔ تیسرا باب اقبال کے لیے مختص ہے اور ڈاکٹر سید عبد اللہ کا تحریر کردہ ہے۔ چوتھا باب اس دور کے دیگر معروف نظم نگاروں جبکہ پانچواں باب غزل گو شعرا کے جائزے پر مبنی ہے۔ یہ ابواب بالترتیب جیلانی کامران اور ابو اللیث صدیقی کے لکھے ہوئے ہیں۔ چھٹا باب ناول نگاروں اور افسانہ نویسوں سے متعلق ہے اور ممتاز منگلوری کا تحریر کردہ ہے۔ ساتویں باب میں شمس الدین صدیقی نے تحقیق و تنقید کی روایت کا جائزہ لیا ہے۔ آٹھواں باب (مصنف: عشرت رحمانی) ڈراما کے حوالے سے ہے۔ نواں باب (مسکین علی حجازی) صحافت، دسواں باب (وزیر آغا) مزاح نگاری جبکہ گیارھواں باب (پروفیسر خورشید احمد) مذہبی ادب سے اعتنا کرتا ہے۔
دوسرا حصہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب معاشرت و ادبی پس منظر کو بیان کرتا ہے۔ دوسرا باب شعرا کرام کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں ابواب صدیق کلیم کے تحریر کردہ ہیں۔ تیسرا باب ممتاز منگلوری کا تصنیف کردہ ہے اور افسانہ اور ناول سے متعلق ہے۔ چوتھا باب تحقیق و تنقید، پانچواں ڈراما، چھٹا صحافت، ساتواں سفر نامہ، آٹھواں غیر افسانوی نثر سے اعتنا کرتا ہے۔ ان ابواب کے بالترتیب

مصنفین شمس الدین صدیقی، عشرت رحمانی، مسکین علی حجازی ہیں۔ آٹھواں باب ادارے کی جانب سے ہے۔ نواں باب زبان اور مطالعۂ زبان کے مباحث پر ہے جبکہ آخری باب ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان میں اردو ادب کی ترقی اور پھیلاؤ سے بحث کرتا ہے۔ دونوں ابواب ابواللیث صدیقی کے تحریر کردہ ہیں۔

اختتام پر ۲۵ صفحات کا مفصل صحت نامہ بھی شامل ہے۔

زکریا، خواجہ محمد (مدیر عمومی)

اوپر کی سطور میں ذکر ہوا ہے کہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے زیرِ اہتمام برصغیر میں بولی جانے والی نمایاں زبانوں کی تواریخ ادبیات لکھوائے جانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس مقصد کے لیے پنجاب یونیورسٹی نے ایک الگ تحقیقی شعبہ قائم کیا۔ جسے مجلس منتظمہ تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند کا نام دیا گیا۔ گروپ کیپٹن (ر) سید فیاض محمود اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ اس ادارے نے اپنے قیام سے تین چار سال کے عرصے میں مفوضہ ذمہ داریاں پوری کرلیں اور عربی، فارسی، اردو، پنجابی، بنگالی اور دیگر پاکستانی زبانوں میں ادبیات کی تواریخ شائع ہو گئیں۔ اردو ادب کی تاریخ پانچ جلدوں میں مکمل ہوئی۔ اپنی تمام کمیوں اور محدودات کے باوجود یہ اردو ادب کی پہلی مفصل اور مکمل تاریخ قرار پائی۔

۲۰۰۸ء میں پنجاب یونیورسٹی نے اس شعبے کا احیا کیا اور پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کو اس مجلس کا سربراہ مقرر کیا۔ سربراہِ مجلس نے پہلے مرحلے پر اردو ادب کی تاریخ پر مشتمل جلدوں پر نظرِ ثانی کا اہتمام کیا اور پانچ ہی برسوں میں اردو ادب کی تاریخ نظرِ ثانی کے عمل سے گزر کر شائع ہو گئی۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ یہ منصوبہ متعینہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ دوسری اشاعت میں اردو ادب کی تاریخ کو بڑی تقطیع کی ۶ جلدوں میں مکمل کیا گیا۔ پانچویں اور چھٹی جلد کو از سرِ نَو لکھوایا گیا۔ ابواب کا بنیادی خاکہ بیشتر وہی رہنے دیا گیا جو پہلی اشاعت میں تھا۔ البتہ غیر ضروری اور اضافی ابواب کو خارج کر دیا گیا۔ نئے ابواب بھی لکھوائے گئے۔ ہر ایک جلد میں تکرار کو حذف کیا گیا۔ ہر جلد کے اختتام پر اشاریہ شامل کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ نیز تمام جلدوں کو مشینی نستعلیق کمپوزنگ میں شائع کیا گیا۔ ذیل میں ان مجلّدات کا علیحدہ علیحدہ تعارف کروایا جارہا ہے۔

i. **تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**، اردو ادب (جلد اوّل) آغاز سے معاصرینِ ولی تک (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ۷۰۷ ص

اس جلد کی ابواب بندی میں کچھ زیادہ تبدیلیاں نہیں کی گئیں۔ اردو کے ابتدائی دور کی اصنافِ سخن کے تعارف پر مبنی باب کی جگہ بدل دی گئی۔ مشائخ اور دیگر مصنفین کے عنوان سے دو ابواب کو ایک باب میں ضم کر دیا گیا۔ اختتام پر اشاریہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

ii. **تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**، اردو ادب (جلد دوم) ۱۷۰۷ء-۱۸۰۳ء (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ۷۴۳ ص

اس جلد میں بھی ابواب کا خاکہ سابقہ اشاعت کے مطابق ہی رکھا گیا ہے۔ البتہ چند ایک ابواب

کے عنوانات بہتر بنا دیے گئے۔ چند ایک ابواب بغیر عنوان کے تھے، انھیں مناسب عنوان دے دیے گئے۔ ابواب کی ترتیب بھی بہتر ہوئی ہے۔ اختتام پر اشاریہ ایزاد کر دیا گیا ہے۔

iii. **تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**، اردو ادب (جلد سوم) ۱۸۰۳ء تا ۱۸۵۷ء
(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء) ۳۰۰ ص

یہ جلد بھی متذکرہ بالا دو جلدوں کی مانند ابواب کی بہتر ترتیب کے ساتھ سامنے آئی۔ سابقہ اشاعت میں شامل بارھواں، تیرھواں اور چودھواں باب، اس اشاعت میں حذف کر دیے گئے ہیں۔ تذکرہ نویسی والے باب کو دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔ بعض ابواب کے عنوانات بہتر بنا دیے گئے ہیں۔

iv. **تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**، اردو ادب (جلد چہارم) ۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء
(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء) ۳۹۱ ص

اس جلد کا خاکہ بھی پہلی اشاعت ہی کے مطابق ہے۔ غائر نظرِ ثانی کے بعد پہلی جلدوں میں جس نوعیت کی بہتری لائی گئی ہے، اس کے آثار اس جلد میں بھی نظر آتے ہیں۔ شرر اور سرشار پر جدا جدا ابواب قائم کر دیے گئے ہیں۔ صحافت کے تذکرے پر مشتمل باب پر افضل حق قرشی کی نظرِ ثانی سے اسے مزید بہتر بنایا گیا۔ چند ایک مصنفین کا تذکرہ جلد سوم اور چہارم میں منقسم تھا، اسے اس جلد میں یک جا کر دیا گیا ہے۔ چند ابواب کی ترتیب میں تبدیلی کر کے خاکہ بہتر بنا دیا گیا ہے۔ تذکروں سے متعلق باب کو تکرارِ مطالب کے سبب حذف کر دیا گیا ہے۔ اختتام پر اشاریہ بھی شامل ہے۔

v. **تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**، اردو ادب (جلد پنجم) بیسویں صدی (شعری اور افسانوی ادب)
(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء) ۵۸۸ ص

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، تاریخ ادبیات، حصہ اردو ادب کی پانچویں جلد کو نظرِ ثانی کے بعد دو جلدوں میں منقسم کر دیا گیا۔ نیز اس جلد کے سابقہ خاکے پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ نئے سرے سے ترتیب دیا گیا۔ اس عمل میں تقریباً سبھی ابواب نئے سرے سے لکھوائے گئے۔ پانچویں جلد میں صرف شعری اور افسانوی ادب کو جگہ دی گئی جبکہ دیگر اصناف کو اگلی جلد کا حصہ بنا دیا گیا۔

اس جلد کو نو ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلا اور دوسرا باب حسبِ روایت پس منظر پر مشتمل ہیں۔ تیسرا باب علامہ اقبال کے مفصل تذکرے پر مشتمل ہے جو رفیع الدین ہاشمی کا لکھا ہوا ہے۔ چوتھا باب بیسویں صدی میں پابند نظم کے پھیلاؤ سے اعتنا کرتا ہے۔ اس باب کو تین ذیلی حصوں (معاصرینِ اقبال، ممتاز نوجوان معاصرین، دیگر نوجوان معاصرین) میں تقسیم کیا گی ہے۔ پانچواں باب نظم میں نئے رجحانات کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ اس باب میں ترقی پسند تحریک، حلقہ اربابِ ذوق کے شعرا کے ساتھ ساتھ ناوابستہ شعرا کا

بھی تذکرہ موجود ہے۔ چھٹا باب غزل گوئی پر ہے۔ ساتواں باب بیسویں صدی کے نصف آخر کی شعری روایت سے بحث کرتا ہے۔ اس باب میں نظم اور غزل گو، دونوں شعرا آ گئے ہیں۔ چوتھے سے ساتویں باب تک سبھی ابواب خواجہ محمد زکریا کے لکھے ہوئے ہیں۔

آٹھواں، نواں اور دسواں باب بیسویں صدی میں افسانوی ادب کی روایت کے جائزے پر مشتمل ہیں۔ یہ ابواب ادارے کے ریسرچ اسکالرز (ساجد صدیق نظامی، سمیرا احسن، روبینہ سلطان، زرقا انور) کے تحریر کردہ ہیں۔ ان ابواب میں زمانی ترتیب کا خیال زیادہ رکھا گیا ہے۔ البتہ افسانہ اور ناول، الگ الگ زیرِ بحث نہیں آیا۔

اختتام پر اشاریہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

vi. تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، اردو ادب (جلد ششم) بیسویں صدی (دیگر اصناف)

(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۴ء) ۶۱۰ص

اس جلد میں سبھی ابواب نئے سرے سے لکھوائے گئے ہیں اور افسانوی و شعری ادب کے علاوہ دیگر ادبی و غیر ادبی اصناف سے بحث کرتے ہیں۔ یہ جلد نو ابواب پر مشتمل ہے۔ بیشتر ابواب میں ایک سے زائد مصنفین کا اشتراک شامل ہے۔ پہلا باب ڈراما کی روایت سے متعلق ہے۔ اس باب کی تین ذیلی حصے ہیں۔ پہلے دو خواجہ محمد زکریا جبکہ تیسرا حصہ ضیاالدین بابا کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا باب طنز و مزاح سے متعلق ہے۔ اس کے دو ذیلی حصے بنائے گئے ہیں جو بالترتیب شاعری اور نثر میں طنز و مزاح کی روایت بیان کرتے ہیں۔ یہ حصے بالترتیب انور سدید اور اشفاق احمد ورک کے لکھے ہوئے ہیں۔ تیسرا باب شخصیت نگاری کے عنوان سے ہے۔ اس کے چار ذیلی حصے کیے گئے ہیں: سوانح نگاری، سیرت نگاری، آپ بیتی، خاکہ نگاری۔ یہ حصے بالترتیب شگفتہ پروین، انور محمود خالد، خواجہ محمد زکریا اور ساجد صدیق نظامی / مدثر جمیل کے لکھے ہوئے ہیں۔ چوتھے باب کے تین ذیلی حصے سفر نامہ، انشائیہ اور نمایاں اسالیبِ نثر کی روایت سے متعلق ہیں اور روبینہ سلطان / مدثر جمیل، سمیرا احسن، زاہرہ نثار / ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر کے تحریر کردہ ہیں۔ پانچواں باب مذہبی نثر کی روایت سے اعتنا کرتا ہے۔ تاریخ ادبیات کی پہلی اشاعت کی پانچویں جلد میں اس موضوع پر پروفیسر خورشید احمد کا لکھا ہوا باب یہاں شامل کیا گیا ہے۔ نیز اس کے تکملے کے طور پر ڈاکٹر زاہد منیر عامر کا ایک طویل مضمون شامل کیا گیا ہے۔ چھٹا باب مذہبی شاعری کے جائزے پر مشتمل ہے۔ جس میں حمد، نعت اور مراثی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ساتویں باب میں تحقیق و تنقید کی روایت سے اعتنا کیا گیا ہے۔ یہ دونوں ابواب خواجہ محمد زکریا کے تحریر کردہ ہیں۔ آٹھواں باب اردو صحافت کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اس باب کو بیسویں صدی کے نصف اول اور دوم، دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کی پہلی اشاعت میں یہ باب مسکین علی حجازی کا

تحریر کردہ تھا۔ موجودہ اشاعت میں افضل حق قرشی نے اس پر غائر نظر ثانی کی ہے۔ اس جلد کا آخری باب ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان میں اردو ادب کی رفتار اور پھیلاؤ کو بیان کرتا ہے۔ اس باب میں شاعری، افسانوی ادب، دیگر اصنافِ نثر، سفر نامہ اور رپورتاژ، تحقیق و تنقید کے عنوانات سے پانچ ذیلی حصے قائم کیے گئے ہیں۔ یہ باب خواجہ محمد زکریا کا تحریر کردہ ہے۔ اختتام پر اشاریہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

سیدہ جعفر؛ گیان چند

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ترقی اردو بیورو، دہلی نے ایک جامع اور کثیر جلدی تاریخ ادب اردو مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے ابتدائی خاکے کے مطابق مختلف محققین سے مختلف جلدوں پر کام کروانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ بعد ازاں یہ ادارہ، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کے نام سے متشکل ہوا، تو بھی یہ منصوبہ جاری رہا۔ اس منصوبے کے تحت گیان چند جین اور سیدہ جعفر سے درخواست کی گئی کہ ابتدا سے ۱۷۰۰ء تک کے دور کی ادبی تاریخ قلم بند کر دیجیے۔ ان فاضل محققین نے تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک کے نام سے اپنے حصے کا کام پانچ جلدوں میں مکمل کر دیا جو پہلی مرتبہ ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں ۲۰۱۱ء میں اس کی دوسری اشاعت عمل میں آئی۔ یوں ۱۷۰۰ء تک کے اردو ادب کی نہایت مفصل تاریخ مرتب ہو گئی ہے۔ پانچوں جلدیں بارہ ابواب پر مشتمل ہیں۔ سیدہ جعفر نے سات جبکہ گیان چند جین نے پانچ ابواب لکھے ہیں۔ بہت کم کسی کسی جگہ پر چند ایک موضوعات / شخصیات کی حد تک دونوں کا اشتراک بھی رہا ہے۔ ذیل میں ہر جلد کا الگ الگ مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک، جلد اول

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۸ء) ۴۶۲ ص

پہلی جلد تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا اور تیسرا باب گیان چند جین جبکہ دوسرا باب سیدہ جعفر کا تصنیف کردہ ہے۔ پہلے باب میں اردو زبان کے آغاز و ارتقا سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرا باب دکن میں اردو کے تہذیبی پس منظر کے مطالعے پر مبنی ہے۔ تیسرا باب شمالی ہند میں اردو شاعری ۱۶۰۰ء تک کے عنوان سے ہے۔

ii. تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک، جلد دوم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۸ء) ۵۲۷ ص

اس جلد میں چار ابواب شامل کیے گئے ہیں۔ چوتھا اور ساتواں باب سیدہ جعفر جبکہ پانچواں اور چھٹا باب گیان چند جین کا تحریر کردہ ہے۔ چوتھا باب دکن میں اردو شاعری ۱۶۰۰ء تک اور پانچواں باب گجرات میں اردو شاعری ۱۶۰۰ء تک زیرِ بحث لاتا ہے۔ چھٹا باب مجموعی طور پر ۱۶۰۰ء تک کی اردو نثر کا مطالعہ کرتا ہے۔ ساتویں باب میں بیجاپور اور بیدر میں (سترھویں صدی میں) اردو شاعری کی روایت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ مؤخر الذکر باب مکمل نہیں ہے۔ اس کا خاصا حصہ اگلی جلد کا حصہ بنایا گیا ہے۔

iii. تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک ، جلد سوم

(نئی دہلی : قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۸ء) ۴۶۴ ص

اس منصوبے کی تیسری جلد میں دو ہی ابواب شامل ہیں اگرچہ خاصے مفصل ہیں۔ دونوں ابواب سیدہ جعفر ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ پہلے ساتویں باب ہی کو مکمل کیا گیا ہے۔ آٹھواں باب گولکنڈہ میں اردو شاعری (سترھویں صدی میں) کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ ساتویں باب کی مانند یہ باب بھی اس جلد میں مکمل نہیں ہو سکا۔ اس کا بقیہ حصہ اگلی جلد کا حصہ ہے۔

iv. تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک ، جلد چہارم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۸ء) ۴۳۱ ص

اس منصوبے کی چوتھی جلد پہلے آٹھواں باب ہی مکمل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دو ابواب اور ہیں۔ نواں باب سیدہ جعفر کا لکھا ہوا ہے اور سترھویں صدی میں گجرات میں اردو شاعری کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ دسواں باب سترھویں صدی میں اردو نثر کی روایت بیان کرتا ہے۔ البتہ اس باب میں وجہی سے متعلق حصہ گیان چند جین کا لکھا ہوا ہے۔

v. تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک ، جلد پنجم

(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۸ء) ۴۴۳ ص

اس منصوبے کی پانچویں اور آخری جلد دو ابواب پر مشتمل ہے۔ گیارھواں باب گیان چند جین کا لکھا ہوا ہے اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں اردو شاعری کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ جبکہ بارھواں باب قدیم اردو کی اہم ادبی اصناف کے جائزے اور روایت پر مشتمل ہے۔ اختتام پر چالیس سے زائد صفحات پر پورے منصوبے کی کتابیات ترتیب دی گئی ہے جس کی مرتبہ سیدہ جعفر ہیں۔ اس کتابیات میں قلمی نسخے، اردو مطبوعہ کتب، رسائل، انگریزی کتب وغیرہ شامل ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۱۹۵۰ء کی دہائی کے وسط میں شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، ہندوستان کو اردو ادب کی ایک جامع اور مفصل تاریخ لکھنے کے لیے مالی معاونت کا منصوبہ پیش کیا جو منظور ہو گیا اور ۱۹۵۷ء میں اس منصوبے پر باقاعدہ کام کا آغاز ہو گیا۔ صدرِ شعبۂ اردو رشید احمد صدیقی، بربنائے عہدہ اس منصوبے کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے اور ڈاکٹر نذیر احمد معاون ڈائریکٹر۔ بعد ازاں آلِ احمد سرور اس منصوبے کے سربراہ ہو گئے اور مجنوں گورکھپوری اسسٹنٹ ڈائریکٹر۔ منصوبہ یہ بنایا گیا کہ اردو ادب کی جامع و مفصل تاریخ پانچ جلدوں میں مکمل کی جائے گی اور ہر جلد میں مختلف ابواب تحریر کرنے کے لیے مختلف فاضل محققین سے درخواست کی جائے گی۔ پہلی جلد ۱۲۰۰ء سے ۱۷۰۰ء تک، دوسری جلد ۱۷۰۰ء سے ۱۸۰۰ء تک، تیسری جلد ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۷ء تک، چوتھی جلد ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک اور پانچویں جلد ۱۹۱۴ء سے حال تک کو محیط ہو گی۔

ایک مجلسِ ادارت تشکیل دی گئی جس کے اراکین میں تارا چند، عبد الستار صدیقی، مسعود حسن رضوی، سید عابد حسین، رشید احمد صدیقی، یوسف حسین خان، مسعود حسین خان اور آلِ احمد سرور (کنوینر) شامل تھے۔ ۱۹۶۲ء میں پہلی جلد طبع ہو کر سامنے آئی۔ پہلی جلد کی تمہید میں بتایا گیا کہ تقریباً پچاس محققین اور فضلا کا علمی و قلمی تعاون ان جلدوں کی ترتیب میں شامل رہا ہے۔ یہ بھی کہ پہلی جلد اگرچہ تعویق سے منظرِ عام پر آ رہی ہے لیکن اہتمام کیا گیا ہے کہ بقیہ چار میں سے تین مجلّدات ۱۹۶۳ء میں اور آخری جلد ۱۹۶۴ء کے آغاز میں سامنے آ جائے۔ افسوس! ایسا نہ ہو سکا۔ پہلی جلد کے شائع ہونے پر متعدد لوگوں نے اس پر تبصرے تحریر کیے۔ رشید حسن خان کا تبصرہ خاصا منفی اور تیز تھا۔ اس تبصرے کے بعد اس اکلوتی جلد کی باقی ماندہ کاپیاں واپس لے لی گئیں اور بقیہ منصوبہ کبھی شائع نہ ہو سکا۔ صاف ظاہر ہے اس فیصلے کے پیچھے کچھ وجوہات اور بھی رہی ہوں گی۔ واللہ اعلم بالصواب! اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود یہ منصوبہ مکمل صورت میں سامنے آ سکتا تو خاصے کی چیز ہوتی۔ ذیل میں اس منصوبے کی سامنے آنے والی واحد جلد کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. علی گڑھ تاریخ ادبِ اردو، جلد اوّل (۱۲۰۰ء سے ۱۷۰۰ء تک)

(علی گڑھ: شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۶۲ء) ۶۳۰ ص

آغاز میں آلِ احمد سرور کی تمہید ہے جس میں اس منصوبے کا ضروری تعارف بھی کروایا گیا ہے۔ اس کے بعد مسعوس حسین خان کا لسانیاتی مقدمہ ہے جو اردو زبان کے آغاز اور ارتقا سے متعلق ہے۔ اس کے بعد سے باقاعدہ ابواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پہلا باب پروفیسر محمد حبیب کا تحریر کردہ ہے جو اس جلد کو محیط زمانی عہد کا سیاسی و تمدنی منظر پیش کرتا ہے۔ دوسرا باب نجیب اشرف ندوی کا لکھا ہوا ہے جو ولی سے قبل گجرات میں اردو ادب کی روایت سے متعلق ہے۔ تیسرا باب بہمنی دور کے ادب کے حوالے سے ہے اور یہ عبد القادر سروری کا لکھا ہوا ہے۔ چوتھا باب عادل شاہی دور میں اردو ادب سے متعلق ہے۔ اس باب کے دو حصے کیے گئے ہیں۔ پہلا حصہ نذیر احمد جبکہ دوسرا حصہ نصیر الدین ہاشمی کا لکھا ہوا ہے۔ پانچواں باب قطب شاہی دور میں اردو کی ادبی روایت کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ یہ باب محی الدین قادری زور کا لکھا ہوا ہے۔ چھٹا باب ولی اور اس کے عہد سے متعلق ہے اور سخاوت مرزا اور ظہیر الدین مدنی کے اشتراک سے لکھا گیا ہے۔ ساتواں باب نور الحسن ہاشمی کا تحریر کردہ ہے اور ۱۷۰۰ء سے قبل شمالی ہند میں اردو ادب کے نمونوں سے بحث کرتا ہے۔

اختتام پر اشاریہ اور صحت نامہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔

عبد القیوم (مرتب)

۱۹۵۰ء کی دہائی کے اواخر میں کراچی یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے استاد عبد القیوم نے چار جلدوں میں اردو ادب کی جامع اور مفصل تاریخ ترتیب دینے کا منصوبہ تیار کیا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ذاتی کاوش پر انحصار نہیں کیا بلکہ متفرق اہلِ علم کے قلمی تعاون کے ذریعے تاریخ ادب ترتیب دی۔ یہ منصوبہ کسی

سرکاری یا نجی ادارے یا تنظیم کا نہیں تھا بلکہ انفرادی حیثیت میں مرتب نے یہ قدم اٹھایا۔ اس تسلسل میں ۱۹۶۱ء میں تاریخ ادب اردو کی پہلی جلد شائع ہوئی، جو زمانی اعتبار سے برصغیر میں مسلمانوں کی آمد ۱۲۷۰ء سے اورنگ زیب عالم گیر کی وفات ۱۷۰۷ء تک کے دور کو محیط تھی۔ اس جلد کی تیاری میں مرتب کو سید معین الحق، حبیب اللہ غضنفر، سخاوت مرزا اور یونس حسن فروغ علوی کا قلمی تعاون حاصل رہا۔ بقیہ تین جلدیں بالترتیب ۱۷۰۷ء سے ۱۸۵۷ء، ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۴ء سے موجودہ دور کے عہود کو محیط ہونا تھیں لیکن یہ جلدیں شائع نہ ہو سکیں اور یہ منصوبہ تاریخ ادب ترتیب دینے والے اکثر اجتماعی منصوبوں کی طرح نامکمل رہا۔ ذیل میں اس منصوبے کی پہلی جلد کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

i. تاریخ ادب اردو، جلد اوّل (۱۲۷۰ء سے ۱۷۰۷ء تک)

(کراچی: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز، ۱۹۶۱ء) ۷۲۵ ص

فاضل مرتب نے اس جلد کو دس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب پس منظری نوعیت کا ہے۔ جس میں برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور بعد ازاں کے واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ باب یونس حسن فروغ علوی کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا اور تیسرا باب بالترتیب مسلمانوں کی برصغیر آمد کے وقت یہاں کے حالات اور مغلیہ عہد کی سیاسی و سماجی حالت سے متعلق ہیں۔ یہ دونوں ابواب ڈاکٹر سید معین الحق کے لکھے ہوئے ہیں۔ اگلے دو ابواب حبیب اللہ غضنفر کے تحریر کردہ ہیں۔ چوتھا باب برصغیر کی مقامی زبانوں کی ترقی میں مسلمانوں کے حصے پر بحث کرتا ہے جبکہ پانچواں باب اردو زبان کے آغاز اور ارتقا کے مباحث سمیٹتا ہے۔ باب ششم میں دکن میں اردو ادب کے سلسلہ زیرِ بحث آیا ہے اور بہمنی دور کے ساتھ ساتھ برید شاہی دور اور عادل شاہی دور کو اسی باب میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں باب قطب شاہی دور میں اردو کی ادبی روایت کو بیان کرتا ہے۔ آٹھواں باب دکن میں اردو نثر کی روایت سے بحث کرتا ہے۔ یہ تینوں ابواب سخاوت مرزا کے لکھے ہوئے ہیں۔ آخری دو ابواب، نہم اور دہم، فاضل مرتب کے تحریر کردہ ہیں، جو بالترتیب شمالی ہند میں اردو شاعری اور نثر کی روایت کے مباحث پر مشتمل ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(1) The Editors of Encyclopaedia Britannica. "bibliography." Encyclopedia Britannica, March 7, 2025. https://www.britannica.com/topic/bibliography (Accessed on Aug. 23, 2025)

(۲) گوہر نوشاہی، "اقتباسات و کتابیات" مشمولہ تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، ۲۰۲۳ء)، ۱۹۸۔

(۳) تفصیل کے لیے دیکھیے:

گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی، وضاحتی کتابیات ۱۹۷۶ء، جلد اول (دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۰ء)

مظفر حنفی، وضاحتی کتابیات ۱۹۹۹ء، بائیسویں جلد، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء)

(۴) ذیل میں چند ایک کتابیات کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ مختلف اشخاص، موضوعات، اداروں، تحاریک وغیرہ سے متعلق کس نوعیت کی کتابیات ترتیب دی جا چکی ہیں۔ یہاں جن کتب کا حوالہ دیا جا رہا ہے، وہ اصل ذخیرۂ کتابیات میں سے

محض دو چار فیصد کی اطلاع ہی فراہم کرتی ہیں۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں جب ڈاکٹر وحید قریشی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کے صدر نشین مقرر ہوئے تو انھوں نے کتابیات سازی کی اہمیت کے پیشِ نظر متعدد کتابیں اور کتابچے مرتب کروائے اور مقتدرہ قومی زبان سے شائع کروائے۔ اس سلسلے میں شخصیات سے متعلق کتابیات کا ایک طویل سلسلہ بھی شامل تھا۔ دیکھیے: فہرست مطبوعات ادارہ فروغ قومی زبان (اسلام آباد: ادارہ فروغِ قومی زبان، ۲۰۲۲ء)

- ارتضیٰ کریم، توقیر احمد خان، ترقی پسند ادب؛ وضاحتی کتابیات زیرِ نگرانی: قمر رئیس (دہلی: شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، ۱۹۸۸ء)
- ابو سلمان شاہجہانپوری، پاکستان کے اردو اخبارات اور رسائل (کتابیات) جلد اول و دوم، نظرِ ثانی و اضافہ: عطش درانی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)
- ابو سلمان شاہجہانپوری، کتابیات: اردو املا اور دوسرے مسائل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)
- ابو سلمان شاہجہانپوری، کتابیاتِ لغاتِ اردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)
- ابو سلمان شاہجہانپوری، کتابیاتِ قواعدِ اردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)
- مرزا حامد بیگ، کتابیاتِ تراجم، جلد اول و دوم، نگران: ڈاکٹر سید عبد اللہ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)
- محمد ابرار الباقی، تصانیفِ ڈاکٹر زور کی وضاحتی کتابیات (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۱ء)
- محمد علی اثر، دکنی و دکنیات (وضاحتی کتابیات) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)
- ڈاکٹر احمد خان، قرآنِ کریم کے اردو تراجم (کتابیات) نظرِ ثانی: عبد القدوس ہاشمی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)
- کتابیاتِ پاکستانی ادب ۱۹۹۱ء (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء)

(۵) گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی، وضاحتی کتابیات ۱۹۷۶ء، جلد اول، ۲۵

References

(1) The Editors of Encyclopaedia Britannica. "bibliography." *Encyclopedia Britannica*, March 7, 2025. https://www.britannica.com/topic/bibliography (Accessed on Aug. 23, 2025)

(2) Gohar Naushahi, “Iqtibasat-o-Kitabiyat” in *Tahqeeq Shanasi*, (ed.) Rafaqat Ali Shahid (Lahore: Maktab Tameer-e-Insaniyat, 2023) p 198

(3) Gopi Chand Narang, Muzaffar Hanafi, *Wazahati Kitabiyat 1976*, Vol. I (Delhi: Urdu Development Bureau, 1980)
Muzaffar Hanafi, *Wazahati Kitabiyat 1999*, Vol. XXII (New Delhi: NCPUL, 2003)

(4) Abu Salman Baig, *Kitabiat-e Lughat-e Urdu*, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 1986)

- Muhammad Abrar al Baqi, *Tasanif-e Doctor Zoor ki Wazahati Kitabiat*, (Delhi: Educational Publishing House, 2011)
- Muhammad Ali Asar, *Dakni va Dakniat: (Wazahati Kitabiat)*, (Islamabad: Muqtadra Maqumi Zuban, 1985)

(5) Gopi Chand Narang, Muzaffar Hanafi, *Wazahati Kitabiyat 1976*, Vol. I, p 25

❖❖❖